

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

سرگودھا

فقہ
ماہنامہ

شمارہ 4

اپریل 2012ء

جلد نمبر 1

زندگی اصول ہے



اسلامی قوانین میں اجتہاد و عقل کا مقام



اپریل فول کی حقیقت اور اس کا شرعی حکم



حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ



مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاهور ڈسٹرکٹ

ناشر

فقیہ سرگودھا

ماہنامہ

شماره 4

اپریل 2012ء

جلد نمبر 1

مجلس ادارت

- مولانا محمد رضوان عزیز
- مفتی شبیر احمد حنفی
- مولانا محمد کلیم اللہ

انجمنی ہولڈرز ممبر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بفیضانِ نظر
شَیخُ الْعَرَبِ عارفُ اللہ حفظہ اللہ
والعجم عارفُ اللہ حفظہ اللہ
حکیم شاہ محمد اختر حفظہ اللہ

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر..... سالانہ
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر..... سالانہ
ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر..... سالانہ

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

سالانہ زر تعاون

-/240 روپے

برائے رابطہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لارڈز سٹریٹ سرگودھا 0332-6311808

www.ahnafmedia.com

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

فہرست

- 3 زندگی اصول ہے
- اداریہ
- 6 اسلامی قوانین میں اجتہاد و عقل کا مقام
- مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ
- 18 اپریل فول کی حقیقت اور منانے کا شرعی حکم
- مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- 21 مقام فقہ
- علامہ خالد محمود مدظلہ العالی
- 25 سنت و بدعت کی انوکھی تعریف
- 30 تجارت اور سود میں فرق
- مفتی رئیس احمد
- 32 سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
- مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ
- 37 محدث اعظم سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
- مولانا محمد اکمل راجن پوری
- 41 حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
- مولانا محمد عبد اللہ معتمد
- 48 نماز اہل السنۃ والجماعۃ
- مولانا محمد الیاس گھمن

زندگی اصول ہے

اداریہ

جی ہاں! بالکل ایسے ہی ہے کہ جب تک شریعت اسلامیہ کے بنیادی عقائد و نظریات، مسنون اعمال اور روزمرہ کے پیش آنے والے ضروری مسائل کا علم نہیں ہو گا اس وقت تک ”زندگی فضول ہے“ والی بات ہوگی۔

قرآن کریم میں ہے ”اَفَحَسِبْتُمْ اَنْمَّا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا“ کیا ابن آدم نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم نے اسے یونہی بیکار پیدا کر دیا۔ نہیں بلکہ اللہ رب العزت نے حیاتِ مستعار کے چند لمحے عطا کیے ہیں کہ اس میں کون میرے احکامات اور مسنون طریقے کے مطابق زندگی گزارتا ہے اور کون تحسیر الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ کا مصداق بن کر آتا ہے۔

دنیا مقصود ہے یا ضرورت؟ آج تک ہمارے روشن خیال طبقے کی خیالی روشنی اس کو ”روشن“ نہیں کر سکی، بلکہ روشن کیا خاک کرتی الٹا تاریک کر دیا ”ضرورت“ کو ”مقصود“ کا درجہ دے بیٹھے۔ حالانکہ مقصود تو صرف اسلام کی تعلیمات تھیں اور بس! ظلم بالائے ظلم تو یہ کہ میرے معاشرے نے عملاً مقصود کو ضرورت کا درجہ بھی نہ دیا اور اسلام کو ”غیر ضروری“ سمجھ کر توجہ ہی نہ کی۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ ہمارے کتنے ”مسلمان“ ہیں جن کے نام صرف مسلمانوں والے ہیں ذہن غیر مسلموں جیسے۔ لارڈ میکالے نے کہا تھا کہ وہ برصغیر کے باشندوں کی شکل کو نہ بدل سکا تو ذہن ضرور بدل دے گا شکل سے تو برصغیر کا باشندہ نظر آئے گا لیکن اس کا ذہن فرنگی افکار کا ترجمان ہو گا۔ چنانچہ اس سلسلہ کو بڑھانے کے لیے لارڈ میکالے اور ساری اسلام دشمنوں قوتوں نے مل کر زور لگایا اور ایسے نصابِ تشکیل بھی دیے جس میں وہ کامیاب ہو سکتے تھے لیکن اللہ جزائے خیر دے علماء حق کو جنہوں نے برصغیر کے باشندگان کا کسی کو نہ چہرہ

بدلنے دیا نہ ہی سوچ اور فکر۔ اب چونکہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ علماء کی محنتوں کو ضائع ہونے سے بچائیں ورنہ لارڈ میکالے کی ذریت کہیں.....

خیر! اس وقت باطل کی سب سے بڑی یلغار تعلیمات اسلامیہ کو محو کرنا ہے اس بارے میں وہ اپنے اوجھے ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے۔ یاد رکھیں کہ باطل اپنی سب سے بڑی فتح مسلمانوں کے اذہان و قلوب کو مسخر کرنا سمجھتا ہے۔ آج سلف بیزاری، ذہنی آوارگی، آزاد خیالی، فحاشی و بے حیائی کا دور دورہ ہے۔ ہماری نوجوان نسل بد قسمتی سے فتنوں کے منہ زور سیلاب میں ڈوبتی ہی چلی جا رہی ہے۔ ایسے وقت میں جب ”مسلمان“ اپنے بنیادی عقائد سے بے بہرہ ہو چکا ہو، اس کی زندگی سے سنت کی بہاریں روٹھ چلی ہوں، اخلاقیات کا جنازہ اٹھ چکا ہو، ادب اور علم نام کی چیز بھی ناپید ہو چکی ہو تو ضروری ہے اس کی فکر پہلے سے بھی زیادہ کی جائے۔

اسی سلسلے میں ہمارے ہاں اندرون اور بیرون ملک ”صراط مستقیم کورس“ کے نام سے چند دنوں کی علمی اور عملی تربیت گاہوں کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں جہاں علمی ماحول میسر آتا ہے وہاں عقائد و نظریات، مسائل و احکام اور مسنون طرز زندگی کو جلا ملتی ہے۔

راقم کے سامنے اس وقت سینکڑوں کی تعداد میں وہ افراد ہیں جن کی زندگی میں ہمارے کورسز کی بدولت علم و آگہی کا عظیم انقلاب آیا، ان کے قلوب و اذہان میں اور ان کے گھروں میں سکون و اطمینان آیا۔ شریعت کی ”پابندی“ کو بسر و چشم قبول کیا۔ حسب سابق اس سال بھی موسم گرما کی تعطیلات میں ملک بھر میں صراط مستقیم کورس بڑی آب و تاب سے منعقد ہو گا۔ ہاں! ایک بات کرنا تو میں بھول ہی گیا۔ یہ سب کچھ صرف مرد حضرات کے لیے ہی نہیں بلکہ ہماری ماؤں اور بہنوں کے لیے بھی الگ سے اس کو ترتیب دیا گیا ہے۔ سابقہ تجربات کی بنیاد پر یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ شرکاء کورس اپنے آپ میں علمی، روحانی اور اخلاقی ترقی محسوس کریں گے پھر ”زندگی فضول ہے“ والی بات ختم بلکہ ”زندگی اصول ہے“ والی بات شروع۔

نوٹ: خواہ آپ زندگی کے کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتے ہوں اپنے علاقے میں یہ کورس منعقد کرا سکتے ہیں۔ اپنی مسجد، مدرسہ، اسکول، کالج، دفتر، گھر وغیرہ جہاں بھی آپ اس کا انتظام کر لیں۔ کتاب منگوانے کے لیے ہمارے مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا اور دارالایمان لاہور سے رابطہ کریں، ان شاء اللہ آپ کو کتاب گھر بیٹھے مل جائے گی۔

یکم مارچ 2012 مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا میں اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا، جس میں جماعت کے قائدین، اراکین اور مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کے متخصصین کے علاوہ ملک بھر سے لوگ شریک ہوئے۔ صبح 10 بجے سے شام 5 بجے تک یہ اجتماع جاری رہا۔ امیر محترم شیخ التفسیر مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم برادر محترم مولانا محمد عبداللہ عابد وڑائچ، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا ابویوب قادری، مولانا عبدالقدوس گجر، مولانا عبدالواحد قریشی، قاری رسال محمد، مولانا مقصود احمد، مفتی شبیر احمد اور مرکز کے متخصصین نے علمی بیانات ارشاد فرمائے۔ اجتماع میں حسب ذیل امور طے ہوئے:

1. کسی بھی اہل باطل سے مناظرہ ہوگا تو اس کی تحریر پر تین رکنی کمیٹی مشتمل برسرہ افراد مولانا عبداللہ عابد وڑائچ، مولانا ابویوب قادری اور مولانا محمد رضوان عزیز میں سے کسی ایک کے دستخط کا ہونا ضروری ہے، بصورت دیگر اس مناظرے کی حیثیت مقامی ہوگی، جماعت کی طرف سے نہیں ہوگا۔

2. یہ خطباء اتحاد کے نمائندے خطیب ہوں گے۔ مولانا منیر احمد منور، راقم الحروف، مولانا عبداللہ عابد، مولانا شفیق الرحمن پنڈی، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا ابویوب قادری، مولانا رضوان عزیز، مولانا مقصود احمد، مولانا عبدالواحد قریشی، مولانا عبدالقدوس گجر۔

بعد از نماز مغرب مرکز کے متخصصین کا پہلا خصوصی اجلاس ہوا، جس میں مسکلی کام میں مزید بہتری لانے کے لیے لائحہ عمل طے کیا گیا۔ صبح نماز فجر کے بعد دوسرا اجلاس برائے متخصصین منعقد ہوا جو اساتذہ کی اہم ہدایات کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔ دعا فرمائیں اللہ تبارک و تعالیٰ نظر بد سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ النبی الکریم۔ والسلام محمد الیاس گھمن

اسلامی قوانین میں اجتہاد و عقل کا مقام

مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ کا عربی مقالہ ”موقف

التشریع الاسلامی من الاجتہاد ومنصب العقل فی الدین“ کے عنوان سے ادارہ تحقیقات اسلامی راولپنڈی کی بین الاقوامی کانفرنس 11، 12، 13 ذی القعدہ 1387ھ کے لیے لکھا گیا تھا۔ مقالہ چونکہ تاخیر سے تیار ہوا تھا اس لیے وہاں نہیں پڑھا گیا، البتہ اس کا خلاصہ زبانی بیان کر دیا گیا تھا، اس کا ترجمہ ہدیہ قارئین ہے۔

یہ ”اجتہاد“ کے موضوع پر مختصر سا مقالہ ہے۔ میں اس وقت موضوع سے متعلقہ تمام مباحث پر مفصل بحث کا ارادہ نہیں رکھتا مثلاً ”اجتہاد“ کی لغوی تحقیق، اجتہاد کے معانی، حکم، ارکان، شرائط، اقسام، حجیت اجتہاد پر دلائل اور اس قسم کی اور طویل بحثیں جن سے تمام ائمہ مذاہب کے اصول فقہ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ چنانچہ ان اکابر نے کسی چھوٹی بڑی بحث کو نہیں چھوڑا جس کی کماحقہ تحقیق و تنقیح نہ کر ڈالی ہو۔ یہ سلسلہ اسلام کے قدیم دور سے لے کر علمی دور کے آخری سرے تک جاری رہا ہے۔ بلاشبہ یہ امت اسلامیہ کی مایہ نضر دولت ہے، جس سے نہ بحث و تفقہ کا طالب علم مستغنی ہے، نہ عصری مسائل کے حل کا مدعی اس سے بے نیاز ہو سکتا ہے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے تلمیذ رشید قاضی القضاۃ ابو یوسف رحمہ اللہ کے دور سے، پھر امام شافعی رحمہ اللہ، امام طحاوی رحمہ اللہ، جصاص رحمہ اللہ، رازی رحمہ اللہ، ابو یزید رحمہ اللہ، دبوسی رحمہ اللہ، فخر بزدوی رحمہ اللہ، امام غزالی رحمہ اللہ کے دور سے امام رازی رحمہ اللہ اور امام آمدی رحمہ اللہ کے دور تک اور ان کے دور سے امیر کاتب الاتقانی رحمہ اللہ حنفی کے دور تک اسلامی کتب خانے میں اصول فقہ پر اتنا بڑا ذخیرہ وجود پذیر ہوا جس سے عقل

حیران رہ جاتی ہے۔ آج کی فرصت میں میرے پیش نظر صرف یہ ہے کہ محققین اہل علم کی توجہ مسائلِ حاضرہ اور جدید مشکلات میں اجتہاد کے اہم اصولوں کی طرف مبذول کراؤں، کیونکہ نئے تمدن نے نئے مسائل کو جنم دیا ہے اور ان میں بہت سی چیزیں ایسی نظر آتی ہیں جنہیں قواعد شرعیہ اور فقہ اسلامی کے مطابق ڈھالنا ہماری پہلی ضرورت ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ دین اسلام تمام ادیان کے لیے خاتم اور قیامت تک کی ضرورت کا کفیل ہے۔ چنانچہ کتاب و سنت اور ان سے متعلقہ علوم وہ فیاض چشمے ہیں جن سے حل مسائل کے سوتے ایلٹے ہیں۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کا طریق کار ہمارے لیے روشنی کا مینار ہے۔ ان حضرات نے اجتہاد کیا اور جن اصول کے احکام نص سے ثابت تھے ان پر غیر منصوص کو قیاس کیا اور نصوص کے حکم کو فروع و حوادثِ اصول شرعیہ میں سے ایک اصول قرار پایا، جس سے تقفہ فی الدین کا دائرہ وسیع ہوا، ہم اس حق میں نہیں کہ اس دائرے کو تنگ کر دیا جائے، یا دین خداوندی کے ان فیاض چشموں کو بند کر دیا جائے، کیونکہ کتاب و سنت اور عقل کے دلائل سے ثابت ہے کہ یہ دائرہ ہر دور میں وسیع رہے گا۔

چنانچہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔ ”پس تم عبرت لو، اے عقلمند“

نیز ارشاد ہے۔ ”بے شک اس میں عبرت ہے بصیرت والوں کے لیے“ اور ظاہر ہے کہ کسی شے کے حکم کو اس کی نظیر کی طرف لوٹانے کا نام ”اعتبار“ ہے، اس لیے جس اصل کی طرف نظائر کو لٹایا جائے اسے ”عبرۃ“ کہا جاتا ہے۔

نیز ارشاد ہے۔ ”اگر یہ لوگ اس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جوان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے حوالے کر دیتے تو ان میں جو لوگ اس کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان کو خود ہی جان لیتے“

اور استنباط کے معنی ہیں جیسا کہ سرخسی رحمہ اللہ (اصول السرخسی ج 2 ص 128

طبع جدید حیدرآباد دکن) نے لکھا ہے ”اجتہاد کے ذریعہ حکم منصوص کی علت دریافت کرنا۔“

نیز ارشاد ہے ”پس تم اگر کسی امر میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ و رسول کی طرف لوٹاؤ۔“
 امام سرخسیؒ لکھتے ہیں ”یہ کہنا صحیح نہیں ہو گا کہ اللہ و رسول کی طرف لوٹانے سے مراد کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنا ہے، کیونکہ یہاں رد کو منازعت پر معلق کیا گیا ہے، اور ظاہر ہے کہ کتاب و سنت پر عمل کرنا اس شرط پر معلق نہیں نیز جن احکام شرعیہ پر کتاب و سنت کے نصوص موجود ہوں ان میں اہل ایمان کے نزاع کی صورت مشکل ہی سے پیش آسکتی ہے، اس سے واضح ہوا کہ یہاں مراد وہ منازعت ہے جو ایسے واقعہ میں پیش آئے جس کے لیے کتاب و سنت کا صریح موجود نہ ہو۔ اور ”رد“ سے مراد یہ ہے کہ جس حادثہ میں نزاع واقع ہو غور و فکر سے کتاب و سنت کے منصوص احکام میں اس کی نظیر تلاش کی جائے اور یہ مماثلت، اجتہاد کے ذریعہ علت حکم کی دریافت ہی سے معلوم ہو سکتی ہے۔۔۔ (اصول السرخسی ج 2 ص 129)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی احادیث، اجتہاد، قیاس اور اعتبار کے سلسلہ میں کافی تعداد میں موجود ہیں ان کی ایک اچھی مقدار، امام سرخسی رحمہ اللہ نے ”اصول“ میں امام ابن البر رحمہ اللہ نے ”جامع بیان العلم“ میں اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ”اعلام الموقعین“ میں اور دوسرے اکابر نے جمع کر دیں ہیں ہم یہاں ”حدیث معاذ“ کے ذکر پر کفایت کرتے ہیں، جو ”سنن“ میں موجود ہے، ائمہ حدیث نے اسے روایت کیا ہے اور تمام امت نے اسے قبول کیا ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ ”المستصفیٰ“ میں لکھتے ہیں:

”اس امت نے اسے قبول کیا ہے اور کسی نے اس میں طعن یا انکار کا اظہار نہیں کیا، اس لیے اس کا مرسل ہونا قاذح نہیں، بلکہ اس کی سند کی تفتیش بھی ضروری نہیں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث جن پر پوری امت عمل پیرا ہے مثلاً ”وارث کے لیے وصیت نہیں، کسی عورت سے اس کی پھوپھی پر نکاح نہ کیا جائے، دو ملتوں کے لوگ ایک

دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے“ وغیرہ (کہ اس عملی تواتر کے بعد ان کی اسناد کی بحث غیر ضروری ہو جاتی ہے) البتہ یہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ اصل اجتہاد میں نص ہے اور شاید یہ ”تحقیق مناط“ اور تعیین مصلحت کے بارے میں ہے، جہاں کہ اصل کا حکم مصلحت پر معلق ہو، اس لیے یہ قیاس کو صرف اپنے عموم کی بنا پر شامل ہوگی۔“

مگر چونکہ بعض لوگوں نے اسے طویل بحث کا نشانہ بنایا اور اس کی اسناد کا سوال اٹھایا ہے اس لیے ہم یہاں امام کوثری (مقالات کوثری ص 60 تا 64) کی تحقیق کا خلاصہ اور لب لباب پیش کرتے ہیں، جو اصول حدیث کے قواعد کے مطابق انہوں نے اس کی قوت سند کے بارے میں فرمائی ہے۔

اس حدیث کو امام ابو داؤد، ترمذی اور دارمی رحمہم اللہ نے مختلف الفاظ میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ”جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو فرمایا: فیصلہ کیسے کرو گے؟ عرض کیا: کتاب اللہ کے مطابق! فرمایا: اگر اس کا صریح حکم کتاب اللہ میں نہ ہو؟ عرض کیا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق! فرمایا: اگر سنت رسول اللہ میں بھی نہ ہو؟ عرض کیا پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، اور غور و فکر میں کوتاہی نہیں کروں گا! یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے فرستادہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پسندیدہ طریق کی توفیق دی۔“

اس حدیث کو اصحاب معاذ رضی اللہ عنہ سے حارث رضی اللہ عنہ بن عمرو ثقفی نے روایت کیا ہے، اور حارث نہ تو مجہول العین ہے، چنانچہ امام شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں اور نہ وہ مجہول الوصف ہیں، کیونکہ وہ کبار تابعین ہیں، ابو عون ثقفی (م 112ھ) کے طبقہ شیوخ میں ہیں اور ان کے بارے میں کوئی ”جرح مفسر“ ثابت نہیں، اس لیے ان کی ثقاہت اور قبول روایت کے لیے اتنا ہی کافی ہے، اس کے بعد ان

کے اہل طبقہ سے نقل توثیق کی حاجت نہیں رہ جاتی اور تمام تابعین کے حق میں خیر کی شہادت دی گئی ہے وہ سب ثقہ اور عادل ہیں، جب تک ان میں جرح مؤثر اور جرح مفسر ثابت نہ ہو اور صحابہ رضی اللہ عنہم سب عادل ہیں، ان میں کسی قسم کی بھی جرح مؤثر نہیں، علاوہ بریں حارث کو ابن حبان نے ”ثقاۃ“ میں ذکر کیا ہے اور یہ حدیث اس وجہ سے بھی ضعیف نہیں قرار دی جا سکتی کہ ابن عون؛ حارث سے اس کی روایت میں متفرد ہیں، اس لیے کہ ثقہ راوی کے تفرد کی وجہ سے حدیث کو رد کر دینا اہل حق کا اصول نہیں اور ابن عون رحمہ اللہ، امام اعمش رحمہ اللہ، ابو اسحاق رحمہ اللہ، مسعر رحمہ اللہ، شعبہ رحمہ اللہ، ثوری رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ جیسے اکابر کے استاذ، صحیحین کے راوی اور باتفاق اہل نقد ثقہ ہیں۔

ابن عون رحمہ اللہ سے اس حدیث کو ابو اسحاق شیبانی رحمہ اللہ اور شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور ابو اسحاق رحمہ اللہ سے ابو معاویہ ضریر رحمہ اللہ نے اور شعبہ رحمہ اللہ سے یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ، عثمان بن عمر عبدی رحمہ اللہ، علی بن جعد رحمہ اللہ، محمد بن جعفر رحمہ اللہ، عبد الرحمن بن مہدی رحمہ اللہ اور ابو داؤد طیالسی رحمہ اللہ وغیرہم نے روایت کیا ہے اور ان حضرات سے نے شمار لوگوں نے روایت کیا، یہاں تک کہ فقہا تابعین نے اس حدیث کو بالاتفاق قبول کیا۔

اور اس حدیث کو اس وجہ سے رد کر دینا کہ، یہ اصحاب معاذ سے مروی ہے اور وہ مجہول ہیں چند وجوہ سے غلط ہے۔

اولاً: اس لیے کہ اصحاب معاذ رضی اللہ عنہم، دین و ثقاہت میں معروف ہیں اور ناممکن ہے کہ کوئی شخص اصحاب معاذ رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے حق میں بھی جرح ثابت کر سکے (اور ثقہ کا مبہم ہونا مضر نہیں)

ثانیاً: اس لیے کہ اصحاب معاذ رضی اللہ عنہم کا بلا تعین ذکر، اس امر کی دلیل ہے کہ روایت کے اعتبار سے یہ حدیث حد شہرت کو پہنچی ہوئی تھی، جیسا کہ قاضی ابو بکر ابن عربی رحمہ

اللہ نے کہا ہے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے عروہ باری رحمہ اللہ کی حدیث کی سند اس طرح نقل کی ہے ”میں نے قبیلہ کے لوگوں کو عروہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے سنا ہے۔“ اس کے باوجود یہ روایت درجہ صحت سے نہیں گری اور امام مالک رحمہ اللہ نے ”قسامہ“ میں سند یوں بیان کی ہے ”اسے اس کی قوم کے بڑے بڑے لوگوں میں چند مردوں نے خبر دی“ نیز صحیح مسلم (صحیح مسلم ج 1 ص 370 طبع رشیدیہ دہلی)

میں زہری سے یوں روایت ہے کہ مجھ سے چند مردوں نے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کی ہے کہ ”جس نے جنازہ کی نماز پڑھی اس کے لیے ایک قیراط ہے۔“
ثالثاً: اس لیے کہ تاریخ ابن ابی خیشمہ بحوالہ مقالات کوثری ص 23 میں بروایت شعبہ رحمہ اللہ یہ لفظ ہیں ”میں نے مغیرہ بن شعبہ کے بھتیجے حارث بن عمرو رحمہ اللہ سے سنا وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاذ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بیان کرتے تھے۔“ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (جامع بیان العلم وفضله وما ینبغی فی روایتہ وحملہ) لابن عبد البر ج 2 ص 55 طبع منیریہ، مصر نے بھی جامع بیان العلم ”میں اسی طرح روایت کی ہے، اندریں صورت اصحاب معاذ رضی اللہ عنہم سے مراد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ سب عادل ہیں۔“

رابعاً: اس لیے کہ خطیب بغدادی ”الفقیہ والمتفقہ“ میں لکھتے ہیں ”حارث بن عمرو کا عن انس من اصحاب معاذ کہنا شہرت حدیث اور کثرت رواۃ کی دلیل ہے اور حضرت معاذ کا فضل وزہد معروف ہے (ان کے اصحاب بھی معمولی درجہ کے لوگ نہیں نہیں ہوں گے) اور کہا گیا ہے کہ عبادہ بن نسی نے اسے بروایت عبد الرحمن بن غنم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ سند متصل ہے اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں، علاوہ بریں اہل علم نے اسے بالاتفاق قبول کیا ہے اور اس سے استدلال کیا ہے، جس سے واضح ہے کہ یہ حدیث ان کے نزدیک درجہ صحت رکھتی ہے۔“

حاصل یہ کہ فقہاء محدثین کے نزدیک یہ حدیث صحیح اور ثابت ہے، اگر اس کے ساتھ خارجی قرائن اور تائیدی روایات کو بھی ملا لیا جائے تو یہ قریباً تواتر معنوں کا درجہ رکھتی ہے امام کوثری کی تحقیق کا خلاصہ ختم ہوا۔ اور جدید مسائل میں حجیت اجتہاد کی عمدہ ترین دلیل یہ حدیث ہے جسے امام نسائی نے سنن میں ”باب الحکم باتفاق اہل علم“ کے ذیل میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے طویل اثر میں روایت کیا ہے کہ: پس اگر ایسا معاملہ پیش آئے جس کا صریح حکم نہ کتاب اللہ میں ہو، نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فیصلہ فرمایا ہو تو وہ فیصلہ کرے جو سلف صالحین نے کیا ہو اور اگر ایسا معاملہ درپیش ہو جو نہ کتاب اللہ میں ہو، نہ رسول اللہ نے اس کا فیصلہ کیا ہو، نہ سلف نے، تو اپنی بصیرت سے اجتہاد کرے اور یہ نہ کہے کہ میں ڈرتا ہوں، کیونکہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی۔ اور حلال حرام کے مابین بعض چیزیں مشتبہ ہیں، اس لیے اس پہلو کو چھوڑ دو جو کھٹک پیدا کرے اور وہ پہلو اختیار کرو جس میں کھٹک نہ ہو۔“

امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”یہ حدیث بہت عمدہ ہے“ اور اس کی مثل حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

(سنن نسائی ج 2 ص 264، سنن دارمی ص 34)

اور عقلی حیثیت سے اجتہاد کی ضرورت بالکل واضح ہے، امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”کوئی حادثہ ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے حلت یا حرمت، وجوب یا عدم وجوب کا حکم نہ ہو اور ظاہر ہے کہ ہر حادثہ میں نص صریح نہیں ہوگی کیونکہ نصوص محدود و متناہی ہیں جبکہ قیامت تک کے حوادث غیر متناہی اور حادثہ کا نام حادثہ رکھنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس میں نص نہیں ہوگی، ورنہ جس پر نص صریح موجود ہو وہ، اصل معہود ہوا۔“

(اصول السرخسی ج 2 ص 139)

حاصل یہ کہ زندگی رواں دواں ہے اور وہ اپنے جلو میں بہت سے نئے مسائل کو لاتی ہے، اس لیے ہمارا فرض یہ ہونا چاہیے کہ ہم کتاب سنت، اجماع امت اور فقہ اسلامی کی روشنی

میں ان جدید مسائل کا حل، اس طرح تلاش کریں کہ نہ تو کج روی اور گمراہی کی وادیوں میں بھٹکیں نہ بزدلی سے ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جائیں۔

تشریح اسلامی کی تاریخ فقہی دور کی تکمیل اور ہر زمانے میں جدید مسائل پر کتابوں کی تصنیف اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ جن مسائل میں کتاب سنت کے نصوص موجود نہیں ان میں اجتہاد کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے چنانچہ امت اسی اصول پر کار بند رہی ہے اس لیے جو اجتہاد پر مزید بحث کی ضرورت نہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے عقل پیدا کی ہے انسان میں امانت الہیہ کی برداشت کا مدار اسی پر رکھا ہے اور ”بصائر و عبر“ میں غور و تدبر کی بار بار دعوت دی جاتی ہے۔

امام فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”عقل بدن انسان میں ایک نور ہے جیسا کہ زمینی عالم میں آفتاب، اس سے وہ راہیں کھلتی ہیں جہاں حواس ظاہری کا دائرہ ختم ہو جاتا ہے، پھر یہ بذات خود رہنما نہیں بلکہ اس کا کام راستے کا اجاگر کر دینا ہے راستہ واضح ہو جانے کے بعد اس کا ادراک، قلب اپنے نور فہم سے کرے گا جس طرح طلوع آفتاب سے راستہ کھل جاتا ہے مگر راستہ نظر آنے کے لیے تہا سورج کی روشنی کافی نہیں بلکہ چشم بینا کی بھی ضرورت ہے۔“

بہر حال! عقل ایک نور ہے، ایسا نور جس سے اوہام کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں، ایسا نور جس سے علل احکام کی راہیں اجاگر ہو جاتی ہیں، حق تعالیٰ نے قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں عقل کی مدح و توصیف فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہے: ”ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان کو جو نور کرتے ہیں، ان کے لیے دل ہوتے ہیں جن سے سمجھتے ہیں۔“

(ترجمہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ)

”یوں کھول کر بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں۔“

”بہرے، گونگے اور اندھے ہیں سو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔“

”اور وہ ڈالتا ہے گندگی ان پر جو نہیں سوچتے۔“

”اور ان کو سمجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے۔“

”کیا دھیان نہیں کرتے قرآن میں یادلوں پر لگ رہے ہیں ان کے قفل۔“

”سمجھتے وہی ہیں جن کو عقل ہے۔“

”شاید وہ سوچے یہ ڈرے۔“

”اور سوچ وہی کرے جو رجوع رہتا ہو۔“

”اور تاکہ سمجھیں عقل والے۔“

”اور بیان کرتا ہے اللہ، مثالیں لوگوں کے واسطے تاکہ وہ فکر کریں۔“

یہ بات خاص طور سے یاد رکھنے کی ہے کہ بلاشبہ عقل، نور فروزاں ہے مگر اس کے لیے ایک خاص درجہ ہے جس سے آگے قدم بڑھانا اس کے لیے ناممکن نہیں، اور جہاں عقل کی پرواز ختم ہوتی ہے وہاں سے عقل سے بالاتر ایک دائرہ شروع ہوتا ہے، اور وہ وحی الہی اور نبوت الہیہ کا دائرہ ہے، لاریب کہ عقل ان امور کا ادراک نہیں کر سکتی جو وحی کی آنکھ سے نظر آتے ہیں عقل کے لیے یہی فخر کیا کم ہے کہ وہ، وحی کے بیان کردہ حقائق کا ٹھیک ٹھیک ادراک کر لے اور اپنے نور خداداد سے ان حقائق کی بلند حکمتوں، گہری مصلحتوں اور باریک اسرار و علل کا سراغ لگانے میں وہ کامیاب ہو جائے۔ اس سے واضح ہو کہ کتاب و سنت، شرائع الہیہ اور احکام منصوصہ کے سامنے سر جھکانے اور ادب و وقار اور تسلیم و انقیاد کے ساتھ ان کے سامنے کھڑا ہونے کے سوا عقل کو کوئی چارہ نہیں اور اگر حقائق وحی تک اس کی رسائی نہ ہو سکے تو اسے اپنی تنگ دامنی کا اعتراف کرنا ہو گا۔ مختصر یہ کہ منصوص وحی کے ہوتے ہوئے بھی عقل کو ہر چیز میں مقدم رکھنا بڑی گھناؤنی جسارت ہے اور نصوص وحی کے نہ ہونے کی صورت میں بھی اس سے کام نہ لینا نری حماقت اور کوتاہی ہے، صحیح راستہ ان دونوں کے درمیان سے گزرتا ہے اور وہی صراط مستقیم ہے۔ البتہ یہاں چند اہم نکات کی طرف اشارہ ہمارے لیے بے حد ضروری ہے جن سے موضوع کھل کر روشن ہو جائے۔

اول: اجتہاد کے لیے قرآن حدیث اور اجماع امت کا علم، فقہ اسلامی کی کتابوں سے واقفیت اور فہم کتاب و سنت کے لیے جن علوم کی ضرورت ہے، ان میں مہارت از بس ضروری ہے خصوصاً ”علم اصول فقہ“ میں کامل بصیرت ہونی چاہیے اس کے بغیر ہم ایک قدم آگے نہیں چل سکتے۔

دوم: بالغ نظری اور دقیقہ رسی کے ساتھ تقویٰ، خشیت الہیہ اور دین خداوندی کے ساتھ کامل اخلاص۔

سوم: شورائی اجتہاد کا اہتمام چونکہ ایسے یکتا اشخاص کا وجود، جو ان مجتہدانہ صفات میں کامل ہوں، بیحد مشکل ہے، اس لیے ”شخصی رائے“ کی کمی کو ایسی جماعت کی آراء سے پورا کیا جانا چاہیے، جن میں، فردا فردانہ سہی، مگر مجموعی حیثیت سے یہ تمام صفات کامل طور سے جمع ہوں، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ جدید مسائل میں انفرادی رائے کی بجائے ”فقہاء و عابدین“ سے مشورہ کیا جائے۔ امام طبرانی رحمہ اللہ نے یہ حدیث، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فقیہ الامت ہونے کے باوجود، انفرادی اجتہاد نہیں کیا بلکہ اس مقصد کے لیے ایسے چالیس افراد کی جماعت تشکیل کی جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ یکتائے زمانہ تھا حبیباً کے الموفق نے ”مناقب ابی حنیفہ رحمہ اللہ“ میں ذکر کیا ہے۔

چہارم: جب کسی پیش آمدہ مسئلہ کا حل، مذاہب اربعہ میں سے کسی میں موجود ہو، بشرطیکہ وہ رائے شاذ اور اجماع امت کے خلاف نہ ہو، تو ہمیں اسی کو اختیار کرنا ہو گا تا کہ اجتہاد جدید اور مذہب مجتہدین سے خروج کی ضرورت نہ رہے۔

پنجم: چونکہ ہمارے ملک میں حنفی مسلک رائج ہے، اس لیے بدون شدید اضطراب کے بلا وجہ اس سے نکلنا اور ”رائے عامہ“ کو خواجواہ پریشان کرنا، غیر معقول ہو گا۔

ہشتم: جن مسائل میں نصوص قطعیہ موجود ہوں وہ ہر دور میں دائرہ اجتہاد سے خارج ہیں، اجتہاد صرف ان مسائل تک محدود ہے جو نہ منصوص ہوں نہ اجماعی، اس لیے اس کی گنجائش نہیں کہ کسی حکم کی علت، مصلحت یا حکمت تراش کر اسے ایسے طور پر مدار حکم قرار دے لیا جائے کہ اس سے نص کا غیر معمول بہ ہونا یا اجماع امت کا باطل ہونا لازم آئے یہ طرز عمل تقریباً الحاد و تحریف سے جا ملتا ہے اور بہت سے لوگ جہل یا عناد کی بنا پر اس کے مرتکب ہیں۔

(حجة الله البالغة باب الفریق بین المصالح و الشرائح)

ہفتم: مسائل جدیدہ میں اجتہاد کے لیے، خلافت راشدہ خصوصاً خلافت شیعین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو نظیر بنانا ناممکن ہے، کیونکہ خلافت راشدہ کا مقام، منصب اجتہاد سے بالاتر ہے، اور خلافت راشدہ کے فیصلوں کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم، شارع علیہ السلام کی طرف سے امت کو دیا گیا ہے۔

ہشتم: مذاہب مختلفہ کو ملانے (تلفیق) اور اضطراری حالت کے بغیر، مذاہب فقہا سے چھانٹ چھانٹ کر رخصتوں سے تلاش کرنے سے پرہیز کیا جائے کیونکہ یہ دین ہی سے نکل جانے کے مرادف ہے۔

نہم: جدید تمدن کی بدولت غیر اسلامی ممالک میں بیشتر ایسے قوانین رائج ہیں، جو روح اسلام کے منافی اور قطعیات اسلامیہ سے ٹکراتے ہیں، انہیں ”اضطرار“ کے بہانے سے اسلامی معاشرے میں جوں کا توں نہ فٹ کیا جائے بلکہ اس مشکل کو حل کرنے کے لیے اسلام میں اس کا جو ”بدل“ موجود ہے اسے اختیار کیا جائے، مثلاً بینک کا سود، بیمہ، اور، کمیشن ایجنسی کا مسئلہ ہے، کہ اسلام میں اس کا بدل ”شرکت، قراض اور، کفالت“ وغیرہ کی صورت میں موجود ہے، جس کے ہوتے ہوئے ان حرام امور کے ارتکاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ اشکال کی جڑ ”بنیاد“ یہ ہے کہ ہم غیر اسلامی قوانین کو، ان میں رتی بھر تبدیلی کیے بغیر اسلامی اصول پر

منطبق کرنے بیٹھ جاتے ہیں اور جب وہ فٹ نہیں ہوتے تو گمان کر لیا جاتا ہے کہ اسلام۔ معاذ اللہ
جدید دور کے ساتھ قدم ملا کر چلنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

یہ یاد رہے! کہ اصول اسلامیہ کا سرچشمہ ذات خداوندی ہے جس کا علم صحیح قیامت
تک کے حوادث کو محیط ہے اور جس کی قدرت ازلیہ کاملہ چیز سے عاجز نہیں، کیونکہ یہ شریعت
اس ذات کی طرف سے آئی ہے جو علیم وخبیر بھی ہے اور ہر چیز پر قادر بھی۔

دہم: الجباء و اضطرار کے درمیان اور عیش پرستی، زراوندی اور امیر سے امیر تر بننے کی
حرص کے درمیان جو نمایاں فرق ہے، اسے ملحوظ رکھنا چاہیے ایک بھوکا بنگا فاقہ کش ہے، جسے
قوت لایموت بھی میسر نہیں اور ایک وہ امیر کبیر ہے، جس کا گھر طرح طرح کے اسباب تسم سے
بھرا پڑا ہے، مگر اس کی حرص کی، جہنم کو صبر نہیں۔

یہ کتنا بڑا ظلم ہو گا کہ دونوں کا حکم یکساں قرار دیا جائے، پہلی صورت اضطرار کی ہے
جس میں سدر مق تک مردار کھنے کی اجازت ہے اور دوسری اسراف و تبذیر کی۔ جس کے لیے
مجبوری کا بہانہ مصحکہ خیز نہیں تو اور کیا ہے اور بد فہمی اسی طرح کے مصحکہ خیز لطیفوں بلکہ ماتم
انگیز حادثوں کو جنم دیا کرتی ہے، حق تعالیٰ رحم فرمائے اس پر جو انصاف سے کام لے۔ ”اسلامی
توانین میں اجتہاد کا مقام“ پر یہ چند مختصر اشارے عرض کیے گئے ہیں، جن میں تنگی وقت کے
پیش نظر تفصیلات کے بجائے اجمال سے کام لیا ہے، اس میں شک نہیں کی موضوع کی اہمیت
شرح و بسط کی متقاضی تھی، تاہم جس چیز کا پورا ادراک ممکن نہ ہو اسے بالکل چھوڑ دینا بھی زیبا
نہیں۔ کافی آنکھ کارونا بھی صد غنیمت ہے اور نادار کی کل کائنات اس کے چند آنسو ہوتے ہیں
میرا حال وہی ہے جو کسی شاعر نے کہا ہے:

عاشق کی پونجی وہ سوزدروں ہے جس کی غمازی
رخسار پر بہتے ہوئے چند آنسو کیا کرتے ہیں

اپریل فول کی حقیقت اور منانے کا شرعی حکم

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سوال: یکم اپریل دنیا بھر میں عملی مذاق اور دوسروں کو بے وقوف بنانے کے تہوار کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس میں جہاں مغربی اقوام شامل ہوتی ہیں، مسلمان بھی پیچھے نہیں رہتے۔ جھوٹی خبروں کی بنیاد پر دوسروں کو پریشان کیا جاتا ہے۔ بسا اوقات ایسے سنگین جھوٹ بولے جاتے ہیں جو انسانی زندگی کے ضائع ہونے کا سبب بن جاتے ہیں۔ اس بارے میں رہنمائی فرمائیں کہ اپریل فول منانا اور اس قسم کا مذاق کرنا اسلامی نقطہ نظر سے کیسا ہے؟

السائل محمد نصر اللہ۔ رحیم یار خان

جواب: اپریل فول کے متعلق کافی سوالات آئے ہیں اور اس میں عام طور پر مسلمان لاعلمی کی بناء پر شریک ہو جاتے ہیں اس لیے اس کا جواب تفصیلی ذکر کیا جاتا ہے۔

یہ بات نہایت قابل غور ہے کہ آج کا مسلمان مغربی افکار اور نظریات سے اتنا مرعوب ہو چکا ہے کہ اسے ترقی کی ہر منزل مغرب کی پیروی میں ہی نظر آتی ہے۔ ہر وہ قول و عمل جو مغرب کے ہاں رائج ہو چکا ہے اس کی تقلید لازم سمجھتا ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ اسلامی افکار کے موافق ہے یا مخالف۔ حتیٰ کہ یہ مرعوب مسلمان ان کے مذہبی شعار تک اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ ”اپریل فول“ بھی ان چند رسوم و رواج میں سے ایک ہے جس میں جھوٹی خبروں کو بنیاد بنا کر لوگوں کا جانی و مالی نقصان کیا جاتا ہے۔ انسانیت کی عزت و آبرو کی پرواہ کیے بغیر فتنے سے فتنے حرکت سے بھی اجتناب نہیں کیا جاتا۔ اس میں شرعاً و اخلاقاً بے شمار مفاسد پائے جاتے ہیں جو مذہبی نقطہ نظر کے علاوہ عقلی و اخلاقی طور پر بھی قابل مذمت ہیں۔

اپریل فول کی تاریخ: اپریل فول کو اگر تاریخ کے آئینہ میں دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کی بنیاد اسلام اور مسلم دشمنی پر رکھی گئی ہے۔ تاریخی طور پر یہ بات واضح ہے کہ اسپین پر جب عیسائیوں نے دوبارہ قبضہ کیا تو مسلمانوں کا بے تحاشا خون بہایا۔ آئے روز قتل و غارت کے بازار گرم کیے۔ بالآخر تھک ہار کر بادشاہ فرڈینینڈ نے عام اعلان کروایا کہ مسلمانوں کی جان یہاں محفوظ نہیں، ہم نے انہیں ایک اور اسلامی ملک میں بسانے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو مسلمان وہاں جانا چاہیں ان کے لیے ایک بحری جہاز کا انتظام کیا گیا ہے جو انہیں اسلامی سرزمین پر چھوڑ آئے گا۔ حکومت کے اس اعلان سے مسلمانوں کی کثیر تعداد اسلامی ملک کے شوق میں جہاز پر سوار ہو گئی۔ جب جہاز سمندر کے عین درمیان میں پہنچا تو فرڈینینڈ کے فوجیوں نے بحری جہاز میں بذریعہ بارود سوراخ کر دیا اور خود بحفاظت وہاں سے بھاگ نکلے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پورا جہاز غرقاب ہو گیا۔ عیسائی دنیا اس پر بہت خوش ہوئی اور فرڈینینڈ کو اس شرارت پر داد دی۔ یہ یکم اپریل کا دن تھا۔ آج یہ دن مغربی دنیا میں مسلمانوں کو ڈبونے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ یہ ہے اپریل فول کی حقیقت!

مسلمانوں کا اپریل فول منانا جائز نہیں، کیونکہ اس میں کئی مفسد ہیں جو ناجائز اور حرام ہیں۔

1. اس میں غیر مسلموں سے مشابہت پائی جاتی ہے اور حدیث مبارکہ میں ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

(سنن ابی داؤد، رقم: 4033)

2. کہ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔ تو جو لوگ اپریل فول مناتے ہیں اندیشہ ہے کہ ان کا انجام بروز قیامت یہود و نصاریٰ کے ساتھ ہو۔ ایک واضح قباحت اس میں یہ بھی ہے کہ جھوٹ بول کر دوسروں کو پریشان کیا جاتا ہے اور جھوٹ بولنا شریعت اسلامی میں ناجائز اور حرام ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْكُذِبَ فُجُورٌ، وَإِنَّ الْفُجُورَ

يَهْدِي إِلَى النَّارِ

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2607)

ترجمہ: سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا گناہ ہے اور گناہ [جہنم کی] آگ کی طرف لے جاتا ہے۔ بلکہ ایک حدیث مبارک میں تو جھوٹ بولنے کو منافق کی علامت قرار دیا گیا ہے:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ إِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا أُؤْتِمِنَ خَانَ

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 33)

ترجمہ: منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

3. اس دن جھوٹ کی بنیاد پر بسا اوقات دوسروں کے بارے میں غلط سلط باتیں پھیلا دی جاتی ہیں، جس کی وجہ سے ان کی عزت خاک میں مل جاتی ہے، جو اشد مذموم و حرام ہے حدیث میں ہے: إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 1739)

ترجمہ: تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہے جیسے اس دن کی حرمت اس مہینے اور اس شہر میں ہے۔

4. اس دن مذاق میں دوسروں کو ڈرایا دھمکایا بھی جاتا ہے جو بسا اوقات جان لیوا بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ 2 اپریل کے اخبارات سے لگایا جاسکتا ہے۔ غرض اس فعل میں کئی مفاسد پائے جاتے ہیں۔ لہذا تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اس فتنے فعل سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں اور حکومت وقت کو بھی اس پر پابندی لگانے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

مقام فقہ

علامہ خالد محمود مدظلہ العالی

پی-ایچ-ڈی لندن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک فقہ کا مقام:

7. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر جو خطبہ دیا اس میں انہیں اسلام کی رغبت دلائی اور ثقہ فی القرآن کی نصیحت کی:

"فَخَطَبَ النَّاسَ مُعَاذٌ، فَحَضَّهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَأَمَرَهُمْ بِالتَّفَقُّهِ فِي الْقُرْآنِ"

(سنن الدارمی ج 1 ص 84)

ترجمہ: پس حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور لوگوں کو اسلام کی رغبت دلائی اور انہیں قرآن حکیم سے فقہ مرتب کرنے کا حکم دیا۔

قرآن کریم سے جو مسئلہ بیان کیا جائے دیکھنا ہوتا ہے کہ قرآن کریم اسے عبارتاً بیان کرتا ہے یا دلالتاً یا اشارتاً یا اقتضائاً۔ پھر یہ کہ یہ حکم عام ہے یا خاص، بصورت اول عام مخصوص منہ البعض ہے یا نہیں، پھر مجمل ہے تو اس کی تفصیل کیا اسمیں کسی دوسرے مقام پر ہے یا اس کی تفصیل سنت سے معلوم کی جائے گی۔ ان سب کے جاننے میں خاصا علم فقہ درکار ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے انہیں ثقہ فی القرآن کا سبق دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مجتہد ہونے کی سند پائے ہوئے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خَصَلْتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّينِ"

(رواہ الترمذی ج 293)

ترجمہ: دو عادتیں کسی منافق میں جمع نہیں ہو پاتیں۔

1: حسن سیرت 2: دین فقہ کی گہرائی۔

منافق قرآن کی آیات منافقت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے، کلمہ بھی پڑھ سکتا ہے،

"نَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ"

بھی کہہ سکتا ہے، حدیث بھی روایت کر سکتا ہے، صحیح ہو یا اپنے پاس سے بنائے لیکن "فقہ فی الدین" سے وہ کلیتہً عاری ہوتا ہے۔ یہ ایسا نور ہے جو قلب منافق میں اتر نہیں سکتا اور اس کا کوئی ظاہر نہیں جسے وہ ظاہری طور پر اپنا رکھے۔ فقہ کے ظاہری پیرائے قرآن و حدیث ہیں اور ان میں وہ منافقت کی راہ نہیں چل سکتا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ فقہی جزئیات کی نقل کرے اور غلط کرے ظاہر ہے کہ وہ فقیہ نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے جو علم دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اس میں جو شخص فقہ پالے اور پھر قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہ پڑھائے اس کی کیا مثال ہو سکتی ہے؟ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

"مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتْ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتْ الْكُلَامَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبٌ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَفَنَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا وَأَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ أُخْرَى إِمَّا هِيَ قَيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَالْغَدَلِكِ مَثَلُ مَنْ فَقِهَ فِي دِينِ اللَّهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَزِدْ بِغَدَلِكِ رَأْسًا"

(صحیح بخاری ج 1 ص 18، صحیح مسلم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے جو علم اور ہدایت دے کر بھیجا ہے اس کی مثال اس وافر بارش کی ہے جو ایسی زمین پر برسی جو بڑی صاف تھی۔ اس نے پانی کو اپنے میں جذب کیا اور بہت گھاس اور سبزیاں اگائیں اور ایسی زمین بھی تھی جو پتھر لی تھی اس نے پانی روک رکھا۔ اللہ نے اس سے بھی لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ وہ اسے پیتے رہے پلاتے رہے اور کھیتوں کو دیتے رہے اور ایسی زمین بھی تھی جس کے چٹیل میدان تھے۔ یہ نہ پانی کو روک سکی نہ سبزہ اگا سکی۔ یہ مثال ان کی ہے جو اللہ کے دین میں فقہ حاصل کریں اور اللہ نے جو دین مجھے دے کر بھیجا ہے اس سے نفع حاصل کریں۔ علم سیکھیں اور اسے سکھائیں اور اس کی جس نے اس کھلی بارش پر سر تک نہ اٹھایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجا فرمایا:

"مجلس فقہ خیر من عبادۃ ستین سنة"

(رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر)

ترجمہ: فقہ کی ایک مجلس ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔
صحیح بخاری ج 1 ص 161 میں جریج راہب کا قصہ مذکور ہے۔ والدہ نے اسے تین دفعہ آواز دی اور وہ اپنے صومعہ میں عبادت میں لگا رہا۔ ماں کو جواب نہ دیا۔ ماں نے اسے بد دعا دی وہ عبادت کے شوق میں لگا رہا۔ یہ نہ سمجھ پایا کہ ماں کی آواز پر پہنچنا کیسا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَوْ كَانَ جُرَيْجُ الرَّاهِبِ فَقِيهًا عَالِمًا لَعَلِمَ أَنَّ اجَابَتَهُ أُمَّهُ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ رَبِّهِ"

(عمدة القاری ج 7 ص 283)

ترجمہ: اگر جریج راہب علم میں فقیہ ہوتا تو اسے پتہ ہوتا کہ ماں کی آواز پر ہاں کہنا خدا کی عبادت سے بہتر ہے۔

اس میں لسان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم فقہ کی عظمت ظاہر ہے۔ ہر عالم فقیہ نہیں ہوتا، فقہ صرف اونچے علم والوں کا نصیب ہے۔ دوسرے درجے میں محدثین ہیں جو اس بارش کے پانی کو اپنے ہاں روک لیتے ہیں۔

ویسے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سینکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم روز آتے جاتے تھے، لیکن ان میں جو فقہ کی گہرائی پاچکے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ہوتے تھے۔ درس و تدریس اور فقہ و افتاء کی خدمات انہی کے سپرد ہوتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

"إِنْ كُنْتُ لَأَعُذَّكَ مِنْ فُقْهَاءِ الْمَدِينَةِ"

(سنن الدارمی عن ابی الدرداء ج1 ص99 والترمذی ج2 ص90)

ترجمہ: بے شک میں تو تمہیں مدینہ کے فقہاء میں سے سمجھتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ایک اعرابی کے سامنے یہ آیت پڑھی:

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ

تو وہ اعرابی کہنے لگا۔ "حَسْبِيَ حَسْبِيَ" مجھے یہ کافی ہے، مجھے یہ کافی ہے۔ اس پر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فقہ الرجل" یہ شخص فقیہ ہو گیا۔

(عوارف المعارف بہامش احياء علوم الدين ج1 ص226)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا کی تھی:

"اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَعَلِّمَهُ التَّأْوِيلَ"

(صحیح بخاری، مسند احمد ج1 ص328 بحوالہ توجان السنة ج4 ص258)

ترجمہ: اے اللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کو دین کی فقہ عطاء فرما اور اسے علم تفسیر عطا کر

سنت و بدعت کی انوکھی تعریف

خزائن السنن کے عنوان سے عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے ملفوظات کو پیش کیا جاتا ہے۔ سنت اور بدعت کی تعریف جو حضرت دامت برکاتہم نے اپنے علمی ذوق کے مطابق فرمائی ہے، ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔ از مرتب: مفتی شبیر احمد حقانی

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا: آپ کو سنت کی ایک عاشقانہ تعریف سناتا ہوں کہ سنت کیا ہے اور بدعت کیا ہے؟ اور یہ تعریف بہت بڑے بزرگ مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے، فرماتے ہیں۔

مے توحید سے سرشار ہوں سنت ہے یہی

یہاں توحید سے مراد سنت کے مطابق اللہ کی وحدانیت کو ماننا ہے یعنی جو اللہ کو ایک جانے اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں ساری کائنات سے روکش ہو جائے تب اسکی توحید کامل ہوتی ہے۔ توحید اعتقادی تو کامل ہو سکتی ہے، توحید عملی بھی تو کامل ہونی چاہیے۔ اللہ کے حکم کے مقابلہ میں کسی کی نہ سنے یہاں تک کہ اپنے نفس کی بھی نہ سنے۔ جو اپنے نفس کی بات مانتا ہے وہ عملاً فاسق ہے۔ مشرکوں جیسا عمل کرتا ہے۔ جو اپنے نفس کی خواہشات کو خدا بناتا ہے تو وہ الہ باطل کا عابد بنا ہوا ہے یا نہیں؟ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ ۚ كَلَّا لَيَكُونَنَّ لَهُمْ جَذَعٌ مُّؤْتٍ ۚ

بنایا ہوا ہے، اس آیت کو یاد کر لو: اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ الْهَهُ هَوَاً کیا آپ نے ایسے لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جو اپنی نفس کی خواہش کو خدا بنائے ہوئے ہیں۔ جب ان کے سامنے حسن کا مال آگیا اس وقت نہ ان کو قرآن یاد آتا ہے نہ حدیث، نہ شیخ یاد نہ اس کی رفاقتیں یاد، نہ توحید، نہ ملترزم، نہ روضہ پاک۔ اس ظالم کو کچھ یاد نہیں رہتا۔ تو اس نے اپنی خواہشات کو خدا بنایا یا نہیں؟ اس آیت کی رو سے وہ موحد ہے؟ اس سے مولانا محمد احمد رحمہ اللہ کا یہی مقصد ہے۔

مے توحید سے سرشار ہوں سنت ہے یہی

دل کسی غیر کو دے دیں تو یہی بدعت ہے

یہ کتنی پیاری تعریف ہے، یعنی اس کے اندر علم کی روح ہے، اس شعر کو سن کر ندوہ کے بڑے بڑے علماء بھی مست ہو گئے۔

دل کسی غیر کو دے دیں تو یہی بدعت ہے

جب سڑکوں پر موٹر میں بیٹھے ہوئے جارہے ہیں اور رنگ برنگ کی ٹیڈیاں سامنے آئیں اور آپ نے ان کو دیکھ لیا، اللہ کے فرمان عالی شان غصہ بصر کو نظر انداز کر کے آپ نے ان پر نظر اندازی کی، جب آپ کسی حسین پر نظر انداز ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے نظر اندازی کی۔ امر الہی کو آپ نے نظر انداز کر دیا۔

جس وقت شاہ محمود نے کہا تھا کہ ایک قیمتی موتی ہے کوئی اس کا توڑنے والا ہے؟ شاہ محمود نے حکم دیا کہ اس موتی کو توڑ دو۔ سب نے آپس میں مشورہ کیا کہ اتنا قیمتی موتی کسی ملک میں نہیں ہے، لہذا ہم اسے نہیں توڑیں گے اور اگر ہم توڑیں گے تو بعد میں بادشاہ سزا دے گا کہ میں تو تم لوگوں کا امتحان لے رہا تھا، تم نے موتی کیوں توڑ دیا۔ لہذا شاہ محمود کے حکم شاہی کے باوجود سب وزیروں نے توڑنے سے انکار کر دیا کہ بہت قیمتی موتی ہے۔ محمود کا ایک عاشق غلام تھا جس کا نام ”ایاز“ تھا۔ اس نے ایاز کو حکم دیا کہ ایاز اس موتی کو توڑ دو تو اس نے فوراً پتھر اٹھایا اور موتی

توڑ دیا۔ جب اس نے موتی توڑا تو پینٹھ وزیروں نے شور مچا دیا: اس چہ گستاخ است واللہ کافر است یہ ایاز گستاخ ہے کافر ہے کہ اتنا قیمتی موتی توڑ دیا۔ اس وقت شاہ نے کہا اے ایاز تم کو یہ لوگ کافر اور گستاخ بتا رہے ہیں، ان کو جواب دو کہ تم نے اس موتی کو کیوں توڑا۔ تو ایاز نے جواب دیا۔

گفت ایاز اے مہتر ان نامور

ایاز نے کہا اے محترم وزیرو! میں نے موتی کیوں توڑا اور تم نے کیوں نہیں توڑا۔ تو میں آپ لوگوں سے سوال کرتا ہوں کہ تب میرے عمل کا راز ظاہر ہو گا۔ یہ بتائیے

امر شہ بہتر بہ قیمت یا گھر

شاہ کا حکم زیادہ قیمتی ہے یا موتی؟ آہ سوچ لو اس کو! جو موتی سڑکوں پر پھر رہے ہیں وہ زیادہ قیمتی ہیں یا اللہ کا حکم! واللہ کہتا ہوں کہ کسی اللہ والے کی غلامی کرو تب پتہ چلے گا کہ دین کیا چیز ہے ورنہ تفسیریں پڑھانے والے عورتوں کو پڑھا رہے ہیں۔ آپ بتائیے کہ اگر یہی ظالم کسی اللہ والے کی جوتیاں اٹھاتے تو کبھی عورتوں کو نہ پڑھاتے، انکار کر دیتے کہ ہم پیٹ پر پتھر باندھ لیں گے لیکن ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم جوان لڑکیوں کو دیکھتے ہوئے غصہ بصر کی تفسیر پڑھائیں۔ مگر کوئی اس وقت تک پیٹ پر پتھر نہیں باندھ سکتا جب تک کہ اس کے دل میں نسبت کا موتی نہ ہو یعنی صاحب نسبت نہ ہو۔ جب اللہ کی نسبت عطاء ہوگی تب چھوٹی دولت سے انحراف کرے گا، نسبت مع اللہ کی دولت بڑی دولت ہے۔ جب بڑی دولت ہوتی ہے تو چھوٹی دولت سے انحراف کر سکتا ہے، بڑی نعمت کو دیکھ کر چھوٹی نعمت کو چھوڑ سکتا ہے، اللہ کو دیکھ کر آخرت کی نعمت کے سامنے دنیا چھوڑ سکتا ہے۔ بتائیے ایاز کے واقعہ سے سبق لینا چاہیے یا نہیں؟ اس نے کتنا پیارا سوال کیا جب ان لوگوں نے کہا کہ شاہ کا موتی نایاب تھا اور خزانہ میں اس کا بدل نہیں تھا تم نے اسے کیوں توڑا؟ تو ایاز نے جو جواب دیا وہ ہم سب کے لیے سبق ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں تصوف کی روح ہے۔ لہذا اس سبق کو یاد کر لو۔

گفت ایاز اے مہتر ان نامور امر شہ بہتر بہ قیمت یا گھر

اے معزز وزیر و! شاہی حکم زیادہ قیمتی ہے یا یہ حسین اور قیمتی موتی؟ یہ حسین زیادہ قیمتی ہیں یا اللہ کا حکم؟ جب کسی حسین یا حسینہ پر نظر ڈالو تو چپل اپنے ساتھ رکھو اور کھوپڑی پر چپل مارو کہ کس بے دردی سے دیکھتے ہو، یہ اللہ کے ساتھ غداری ہے کہ نہیں؟ اگر گناہ نہیں چھوڑتے تو حق تعالیٰ کی نعمتیں کیوں کھاتے ہو؟ سب نعمتوں کو چھوڑ دو، اگر گناہ نہیں چھوڑ رہے ہیں تو ہمارا یہ کھانا شریفانہ کھانا نہیں، بے حیائی کا کھانا ہے۔ (معارف ربانی ص 448 تا 451)

انا للہ وانا الیہ راجعون

❀ مولانا محمد الیاس گھسن حفظہ اللہ کے کزن امتیاز احمد گھسن قضائے الہی سے انتقال کر گئے
❀ بھائی صفت الہی کو پیکہ آف قصور کے والد محترم انتقال کر گئے مہر محمد جاوید محکمہ آفیسر
ایجوکیشن آف قصور کو نامعلوم افراد نے گھر میں گھس کر قتل کر دیا ❀ حافظ محمد اشرف پتلی
189 آف کمالیہ کی والدہ محترمہ انتقال کر گئیں ❀ حضرت مولانا سیف اللہ لیاقت نقیہ (سی)
جمعیت علماء اسلام (انتقال کر گئے ہیں ❀ مولانا محمد ارباب ٹبہ سلطان پور کی والدہ انتقال کر
گئیں ❀ ظفر اقبال سپل دائرہ دین پناہ انتقال کر گئے ہیں ❀ عبدالرشید ولد کرم خان آف
کوٹ ادو انتقال کر گئے ❀ گل محمد خان مرحوم کی بیوہ جنت بی بی انتقال کر گئیں ❀ ماسٹر عطاء
محمد شہانی گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول لیہ انتقال کر گئے ❀ مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی کے دادا
جان ایکسڈنٹ میں جاں بحق ہو گئے اور وہ تمام بے گناہ لوگ جو بم دھماکوں میں مارے گئے یا کسی
ناگہانی حادثے کا شکار ہوئے ماہنامہ بنات اہل سنت کے مدیر اعلیٰ مولانا محمد الیاس گھسن حفظہ اللہ
اور ان کی ساری ٹیم ان کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتی ہے اللہ تعالیٰ مرحومین کو کروٹ
کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ان کی قبور کو منور فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم۔
نوٹ: قارئین کرام اپنے فوت شدگان کی اطلاع بذریعہ صحیح کر دیا کریں تاکہ ایصال ثواب
کی اپیل میں ان کا نام شامل ہو سکے۔ 03324576084

امام اعظم سلام تجھ پر

ہے مثل خورشید نام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
 جہاں میں روشن ہے کام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
 اگرچہ دنیا میں اور بھی ہیں امام عالی مقام لیکن
 بلند ان میں ہے نام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
 خدا نے دی ہے جنہیں بصیرت کہ علم و حکمت کی باتیں سمجھیں
 کریں گے وہ احترام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
 بہ صدق دل احترام کرتے تھے ابن ماجہ و ترمذی سے
 محدثین کرام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
 اگر عجم کا تو مقتدا ہے عرب بھی تجھ سے کہاں جدا ہے ؟
 ہے اک عالم غلام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
 ترے مخالف ہزار ٹاپیں ہزار کودیں ہزار اچھلیں
 مگر ہے اونچا مقام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
 ترے تفقہ کی روشنی سے ہے بزم شرح متین روشن
 ہے نور عرفاں کلام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
 حدیث و قرآن اور اثر ہیں تیرے تخیل کے تین محور
 بنائے حق ہے پیام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
 جو تیری تقلید کے ہیں منکر انہیں نظر کیوں نہیں یہ آتا
 کہ خود نبی ہے امام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
 تیرے عمل ہیں جو عین سنت اسی لیے تو برائے امت
 ہے رہبر گام گام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
 برائے تقلید نام پوچھا جو خواب میں سید علی (ہجویری) نے
 نبی کے لب پہ تھا نام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
 تیرے تدبیر ، تیری فراست پہ کیا کرے عرض تیرا سلمان
 بہت ہے بالا مقام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
 (سید سلمان گیلانی)

تجارت اور سود میں فرق

مفتی رئیس احمد

شرعیہ ایڈوائزر حلال ریسرچ کونسل

قرآن پاک کی متعدد آیات کی رو سے کسی بھی قرض کے معاہدے میں اصل سرمایہ کے اوپر لی جانے والی رقم ربو' میں داخل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے درج ذیل صورتوں کو بھی ربو' قرار دیا ہے۔

نمبر 1: ایک کرنسی کا دوسری کرنسی کے ساتھ تبادلہ جب دونوں طرف کی کرنسیاں برابر نہ ہوں خواہ معاملہ نقد ہو یا ادھار۔

نمبر 2: ایک ہی قسم کی کوئی بھی وزنی یا پیمائش کے قابل اشیاء کا تبادلہ جبکہ دونوں طرف کی مقدار برابر نہ ہو یا ان سے کسی ایک طرف کی ڈیلیوری ادھار ہو۔

نمبر 3: دو مختلف الجنس وزنی یا پیمائش کے قابل اشیاء کا بارٹر جبکہ ان میں سے ایک طرف کی ڈیلیوری موجد ادھار ہو۔ اسلامی فقہ میں یہ تین صورتیں ربو' السنۃ کہلاتی ہیں کیونکہ ان کی حرمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔ جہاں تک سود کی حرمت کا تعلق ہے مذکورہ بالا بحث کی روشنی میں قرض کی مختلف اقسام میں کوئی فرق نہیں ہے اور اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ قرض کے معاملے میں اصل سرمایہ کے اوپر مشروط اضافی رقم خواہ چھوٹی ہو باڑی۔ اس لیے یہ قرار دیا جاتا ہے کہ انٹرسٹ کی مروجہ تمام صورتیں بینکاری نظام کی ہوں یا پرائیوٹ معاملات کی یقیناً ربو' کی تعریف میں شامل ہیں اسی طرح حکومتی قرضے خواہ ملکی ہوں یا غیر ملکی ربو' میں شامل ہیں اور قرآن پاک کی رو سے حرام ہیں۔

قرآن مجید میں اہل جاہلیت کے اس قول کی تردید کی گئی ہے کہ بیع اور ربو دونوں یکساں چیزیں ہیں ان کا مطلب یہ تھا کہ ربو بھی ایک قسم کی تجارت ہے جیسا کہ آج کل کی جاہلیت آخری والے بھی عموماً یہی کہتے ہیں کہ جیسے مکان، دوکان اور سلمان کو کرائے پر دے کر اس کا نفع لیا جاسکتا ہے تو سونے چاندی کو کرائے پر دے کر اس کا نفع لینا کیوں جائز نہ ہو؟ یہ بھی ایک قسم کا کرایہ یا تجارت ہے۔ قرآن کریم نے اس کا جواب حاکمانہ انداز میں بیان فرمایا کہ ان دونوں چیزوں کو ایک سمجھنا غلط ہے اللہ نے بیع کا حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے فرق کی وجہ قرآن نے بیان نہیں فرمائیں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ بیع و تجارت کے اصل مقصد میں غور کرو تو روزِ روشن کی طرح بیع اور ربو کا فرق واضح ہو جائے گا۔ دیکھیے انسان کی ضرورت کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ دنیا کا کوئی انسان خواہ کتنا ہی بڑا ہو اپنی تمام ضروریات خود پیدا یا جمع نہیں کر سکتا اس لیے قدرت نے تبادلے کا قانون جاری فرمایا اور اسی کو انسانی فطرت کا جزو بنادیا۔ مال اور محنت کے باہمی تبادلے پر ساری دنیا کا نظام قائم فرمادیا۔ مگر اس تبادلے میں ظلم اور بے انصافی بھی ہو سکتی تھی اور ایسے تبادلے بھی ہو سکتے جو انسانی اخلاقی و شرافت اور پورے انسانی معاشرے کے لیے تباہی کا باعث ہو سکتے ہیں جیسے عورت کا اپنے جسم کی مزدوری کے نام پر زنا کا مرتکب ہونا۔ اس لیے حق تعالیٰ نے اس کے لیے شرعی احکام نازل فرما کر ہر ایسے معاملے کو ممنوع قرار دے دیا، جو کسی ایک فریق کے لیے مضر ہو یا جس کا ضرر پورے انسانی معاشرے کو پہنچتا ہو۔ بیع و تجارت دولت کی آزادانہ گردش کا ذریعہ ہے جس سے پوری ملت کو فائدہ پہنچتا ہے بخلاف ربو کے کہ وہ اس گردش کو صرف چند سرمایہ داروں کے حلقے میں محدود کر دیتا ہے جس سے پوری ملت فقر و افلاس کا شکار ہوتی ہے تفسیر قرطبی میں انما البیع مثل الربو کی تشریح میں فرمایا وذلک ان العرب کانت لا تعرف رباً الا ذلک۔ الی قولہ۔ فحرمت سبحانہ ذلک ورد علیہم لقولہ و احل اللہ البیع و حرم الربو۔

یعنی عرب کے لوگ صرف اس کو ربو سمجھتے تھے کہ قرض کی مہلت کے معاوضے میں کوئی رقم لی جائے اور اس کو مثل بیع کہتے تھے اللہ تعالیٰ اس کو حرام قرار دیا ہے اور ان کے خیال کی تردید اس طرح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ بیع کو حلال اور ربو کو حرام قرار دیا ہے۔ (جاری ہے)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ

نام و نسب: آپ کا نام ”علی“ کنیت ”ابو الحسن“، اور لقب ”اسد اللہ“ اور ”حیدر“ ہے۔

نسب نامہ: علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب۔

(الاصابة ج: ۲، ص: ۱۲۹۳، سیور سیدنا علی المرتضیٰ، ص: ۲۰۰)

ولادت: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح قول کے مطابق آپ کی ولادت بعثت نبوی سے دس برس قبل ہوئی۔

(الاصابة ج: ۲، ص: ۱۲۹۳)

قبول اسلام: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایا تو بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا۔

(الاصابة ج: ۲، ص: ۱۲۹۳)

فضائل و مناقب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کو ایک دوسرے بھائی بنایا۔ حضرت علی کو فرمایا ”اَنْتَ اَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ“ آپ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔

(جامع الترمذی ج: ۲، ص: ۲۱۳، مناقب علی ابن ابی طالب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

اَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى اِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

(جامع الترمذی ج: ۲، ص: ۲۱۳)

ترجمہ: تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی مگر میرے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں۔

اعزاز خصوصی: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

قوت اجتہاد: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فقہ و اجتہاد میں بڑی دسترس حاصل تھی۔ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی قوت اجتہاد کے معترف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہ حنفی کی بنیاد حضرت ابن مسعودؓ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اجتہادی فیصلوں پر ہے۔ آپ کے اجتہادی مسائل میں چند درج ذیل ہیں۔

1. آپ کے دور میں کچھ لوگوں کا نظریہ یہ تھا کہ اگر امت میں اختلاف ہو جائے تو فیصلہ صرف قرآن سے کرنا چاہیے۔ آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ اگر زوجین میں اختلاف ہو جائے تو اللہ تعالیٰ حکم اور ثالث بنانے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ کا اشارہ آیت ”وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا“ کی طرف تھا یعنی اگر امت میں اختلاف ہو جائے تو ثالث بنانا کیوں ناجائز ہو گا؟ کیا امت محمدیہ کا مقام و مرتبہ مرد و عورت سے بھی کم ہے۔

(مسند احمد ج: ۱، ص: ۴۵۳، رقم الحدیث ۶۵۶)

2. مجتہد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک مسئلہ کی مختلف احادیث کو سامنے رکھتا ہے۔ پھر اپنی اجتہادی قوت سے ایک کو ترجیح دیتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں یہ خصوصیت کمال درجہ کی تھی۔ چند مسائل درج ذیل ہیں جن کے متعلق احادیث کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ حضرت علیؓ نے ان میں سے ایک جانب کو ترجیح دی۔

1. ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا: نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ اس بارے میں حدیث کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ حضرت علیؓ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو سنت قرار دیتے ہیں فرماتے ہیں: «السُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ الشُّرَّةِ»۔

(سنن ابی داؤد ج: ۱، ص: ۱۱۷)

ایک روایت میں ہے:

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَى الْيَدَيْنِ تَحْتَ الشُّرَرِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج: ۱، ص: ۲۲۷، رقم الحدیث ۱۳)

ترجمہ: نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

2. ترک قراءت خلف الامام: حضرت علی المرتضیٰ کا نظریہ یہ تھا کہ مقتدی امام کے پیچھے قراۃ نہ کرے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: «مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَخْطَأَ الْفِطْرَةَ»۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج: ۱، ص: ۳۱۲، رقم الحدیث ۶)

ترجمہ: جو شخص امام کے پیچھے قرات کرتا ہے وہ فطرت کی مخالفت کرتا ہے۔

3. آمین آہستہ کہنا: ابو وائل کہتے ہیں:

«كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَلَا بِالتَّعْوِذِ وَلَا بِالتَّائِمِينَ»

(سنن الطحاوی ج: ۱، ص: ۱۵۰، باب قراۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت عمر اور حضرت علی نماز میں تعوذ، تسمیہ اور آمین آہستہ کہتے تھے۔

4. ترک رفع یدین: حضرت علی المرتضیٰ صرف شروع میں رفع یدین کرتے تھے:

«ان علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کان یرفع یدیه فی التکبیرۃ الاولیٰ

التي یفتتح بها الصلوۃ ثم لا یرفعهما فی شئی من الصلوۃ»

(موطا امام محمد ص: ۹۳، باب افتتاح الصلوۃ، کتاب الحجۃ امام محمد ج: ۱، ص: ۷۶)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے، اس کے بعد نہیں کرتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے:

”كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيرِ إِلَى فُرُوعِ أَذْنِيهِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ مَعَهَا حَتَّى يَقْضِيَ صَلَاةَ“

(مسند الامام زید ص: ۸۸ رقم الحديث ۴، باب التكبير في الصلوة)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھاتے، اس کے بعد آخر تک دوبارہ رفع یدین نہ کرتے تھے۔

5. حضرت علی المرتضیٰ کا مسلک یہ تھا کہ دیہات اور گاؤں میں جمعہ اور عیدین کی نماز درست نہیں۔ آپ کا فرمان ہے:

”لَا جُمُعَةٌ، وَلَا تَشْرِيقٌ، وَلَا صَلَاةٌ فِطْرٍ، وَلَا أَضْحَى، إِلَّا فِي مِصْرٍ، جَامِعٍ، أَوْ مَدِينَةٍ عَظِيمَةٍ“

(مصنف ابن ابی شیبہ ج: ۲ ص: ۱۰)

6. مجتہد کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ الفاظ حدیث کے ساتھ ساتھ منشاء نبوت کو بھی ملحوظ رکھتا ہے۔ یہ خوبی حضرت علیؑ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ چنانچہ آپ ہی سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نوکرانی سے بدکاری سرزد ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اس کو حد لگاؤ میں نے جا کر دیکھا تو اس کے ہاں بچہ کی ولادت ہوئی تھی۔ مجھے خدشہ ہوا کہ اگر میں نے اس کو سزا دی تو یہ مر جائے گی۔ میں بغیر سزا دیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو واقعہ بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”احسنت“ تو نے بہت خوب کیا۔

(صحیح مسلم ج: ۲ ص: ۱، باب حد الزنا)

اسی طرح ایک اور موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک صحابی پر لوگوں نے زنا کی تہمت لگائی۔ آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اس شخص کو قتل کر دو۔ حضرت

علیؑ گئے تو دیکھا کہ وہ ایک کنویں میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے۔ آپؐ نے اسے پکڑا تو معلوم ہوا کہ وہ شخص تو حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر ہی نہیں تو آپؐ نے اس کو قتل نہ کیا۔

(صحیح مسلم ج: ۲ ص: ۲۶۸ باب براۃ حرم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الریبة)

ملاحظہ فرمائیں دونوں روایتوں میں حضرت علیؑ کا عمل بظاہر الفاظ حدیث کے مخالف ہے مگر منشاء نبوت کے عین مطابق ہے مجتہد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ امت میں پیش آنے والے نئے مسائل کے حل کی فکر میں رہتا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ اس خوبی سے بھی متصف تھے۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور سے پوچھا:

یا رسول اللہ ان نزل بنا امر لیس فیہ بیان امر ولا نہی فماتامرونا؟

حضور اگر ہمیں کوئی ایسا مسئلہ ہو پیش آجائے جس کا حل وضاحت کے ساتھ نص

میں نہ ہو تو ہم وہ مسئلہ کیسے حل کریں گے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا

”تشاورون الفقہاء والعابدین“

ایسے مسائل میں مجتہدین اور فقہاء کی طرف رجوع کرنا وہ ان مسائل کو حل کر

دیں گے۔

(المعجم الاوسط طبرانی ج: ۱ ص: ۳۲۱ رقم الحدیث ۱۶۱۸)

شہادت:

۱۷ رمضان ۴۲ھ کو فہ کی جامع مسجد میں صبح کے وقت آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ

کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ ۲۱ رمضان کو خالق حقیقی سے جا ملے۔



محدث اعظم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

مولانا محمد اکمل راجن پوری

کثرت روایت کا سبب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ احادیث کثرت سے بیان کرتے تھے تو بعض لوگوں نے کہا: کہ ابو ہریرہ تو کثرت سے حدیثیں بیان کرتا ہے [جبکہ مہاجر اور انصار ان حدیثوں کو بیان نہیں کرتے] تو آپ نے ان لوگوں کو یہ جواب دیا:

میں مسکین آدمی تھا اور پیٹ بھرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا۔ لیکن مہاجرین بازاروں میں اپنے کاروبار میں مشغول رہتے تھے اور انصار اپنے اموال کی دیکھ بھال میں۔ میں ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری بات ختم ہونے تک اپنی چادر کو پھیلا لے پھر اپنے سے ملالے تو جو کچھ اس نے مجھ سے سنا اس کو کبھی نہیں بھولے گا۔ میں نے اپنی چادر کو پھیلا لیا۔ اس ذات کی قسم جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے پھر کبھی میں آپ کی کوئی حدیث جو آپ سے سنی تھی نہیں بھولا۔

(صحیح بخاری، حدیث 7354)

حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ ہم مسجد میں اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا اپنا کام جاری رکھو۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے دعا کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری دعا پر آمین کہی۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی:

انی اسئلک مثل ما سال صاحبک واسالک علما لاینسی

کہ اے اللہ میں اس چیز کا بھی سوال کرتا ہوں جس کا میرے ساتھیوں نے کیا اور مزید مجھے ایسا علم عطا فرما جو کبھی نہ بھولے۔

فقال رسول اللہ آمین فقلنا یا رسول اللہ ونحن نسالک علما لاینسی.

فقال سبقکم بہا الغلام الدوسی

(الاصابة ج 4 ص 2391 سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 522)

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرمائی۔ ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ہم بھی ایسے علم کا اللہ سے سوال کرتے ہیں جو کبھی نہ بھولے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسی [اشارہ ابو ہریرہ کی طرف] تم دونوں سے سبقت لے گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا امتحان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کثرت روایت کی وجہ سے بعض لوگوں کے دلوں میں کچھ شکوک و شبہات پیدا ہو گئے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ مروان نے امتحان کی غرض سے آپ کو بلوایا۔ مروان نے اپنے کاتب ابو الزعیر عہدہ کو اپنے تخت کے پیچھے بیٹھا دیا۔ ابو الزعیر عہدہ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیثیں بیان کرتے رہے اور میں لکھتا رہا۔ مروان نے پھر سال کے شروع میں حضرت ابو ہریرہ کو دوبارہ بلوایا اور مجھے پردہ کے پیچھے بیٹھا یا آپ رضی اللہ عنہ سے انہیں حدیثوں کے دوبارہ سنانے کی فرمائش کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسی ترتیب سے سنائیں، کمی کی نہ زیادتی، مقدم کو موخر کیا نہ موخر کو مقدم۔ تو میں نے حافظہ کی تصدیق کر دی۔

(سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 522)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لا اشک ان اباہیرۃ سمع من رسول اللہ مالہ نسمع

(الاصابة ج 4 ص 2391)

مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ابو ہریرہ نے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ احادیث سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنی۔

سفر آخرت کے وقت حالت:

آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ رونے لگے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا:
 من قلة الزاد وشدّة المفازة (زاد راہ کم ہے سفر طویل ہے۔)

تعداد مرویات:

کل روایات 5374 ہیں، جن میں سے 326 متفق علیہ یعنی بخاری اور مسلم دونوں میں ہیں۔ جو روایات صرف بخاری میں ہیں ان کی تعداد 93 اور جو صرف مسلم میں ہیں وہ 98 ہیں۔
 (سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 534)

مرویات ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں سے چند روایات:

1. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجو۔ تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھ پر پہنچایا جاتا ہے۔

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 295)

2. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں مرد کا اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

(الاوسط للامام المنذر: ج 3 ص 94، سنن الدارقطنی: ج 1 ص 288، مؤطا امام مالک ص ۶۹، مؤطا امام محمد ص ۹۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے جہری نماز جس میں امام بلند آواز سے قرأت کرتا ہے، سے فارغ ہوئے تو مڑ کر فرمایا: تم میں سے کس نے میرے پیچھے قرآن مجید پڑھا ہے؟ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا میں نے یا رسول اللہ! آپ

نے فرمایا: ”میں بھی کہوں کہ میرے ساتھ کیوں قرآن کا جھگڑا ہو رہا ہے؟ اس کے بعد لوگ رسول اللہ کے ساتھ نماز میں قرآن مجید پڑھنے سے رک گئے۔

3. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے تھے۔

(مجمع الزوائد ج 2 ص 505، 506)

4. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں تو وہ انہیں سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے۔

(جامع الترمذی ج 1 ص 96)

تعداد تلاذہ:

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان ذخیرہ کی مناسبت سے آپ کے تلاذہ کا دائرہ وسیع تھا۔ صحابہ اور تابعین تلاذہ کی تعداد 800 سے بڑھ جاتی ہے۔

(سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 517، الاستیعاب ص 852، البدایہ والنہایہ ج 4 ص 498)

تاریخ وفات:

آپ کی تاریخ وفات کے بارے میں تین قول ہیں۔

(1) 57 (2) 58 (3) 59ھ۔ آپ نے 78 سال عمر پائی۔

(الاستیعاب ص 852، سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 531)

نماز جنازہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت ولید بن عقبہ نے نماز عصر کے بعد پڑھائی، جس میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ بھی

شریک تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 532، الاستیعاب ص 852، الاصابہ ج 4 ص 2393)

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

مولانا محمد عبد اللہ معتمد

ولادت و سیادت:

ہندوستان میں مسلمانوں کی حکمرانی سے قبل راجہ بھیم سنگھ نے ضلع مظفر نگر میں ایک قصبہ اپنے نام سے بسایا جو "تھانہ بھیم" کہلایا۔ پھر مسلمانوں کی آمد و سکونت پر اس کا نام "محمد پور" رکھا گیا، مگر یہ نام مقبول و مشہور نہ ہوا اور وہی پرانا نام معروف رہا۔ البتہ "تھانہ بھیم" سے تھانہ بھون ہو گیا۔ آگرہ شہر کے نواح میں واقع یہ چھوٹا سا قصبہ اپنی مردم خیزی میں مشہور چلا آ رہا ہے اور یہاں کے مسلمان شرفاء اہل شوکت و قوت اور صاحب فضل و کمال رہے ہیں۔ مجدد المملکت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے اجداد نے آج سے صدیوں قبل تھانہ میں ضلع کرنال سے نقل سکونت کر کے تھانہ بھون میں اقامت اختیار کی تھی۔ آپ کے جد اعلیٰ سلطان شہاب الدین والی کابل رہے ہیں اور سلطان غزنوی کی حکومت کے زوال کے بعد جذبہ جہاد کے تحت کئی بار ہندوستان پر حملہ کیا اور بامر ادلولے ان کی اولاد میں شیوخ تھانہ بھون کے علاوہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی، شیخ جلال الدین تھانیسری اور شیخ فرید الدین گنج شکر جیسے کاملین پیدا ہوئے ہیں۔

آپ کے والد ماجد شیخ عبدالحق ایک مقتدر رئیس صاحب نقد و جائیداد اور ایک کشادہ دست انسان تھے فارسی میں اعلیٰ استعداد کے مالک اور بہت اچھے انشاء پرداز تھے۔ ایسے عالی خاندان میں جہاں دولت و حشمت اور زہد و تقویٰ بغل گیر ہوتے تھے حضرت مجدد المملکت کی جامع شخصیت 5 ربیع الثانی 1280ھ بمطابق 9 ستمبر 1863ء کو ظہور پذیر ہوئی والد ماجد نے

آپ کی تربیت بڑے ہی پیار و محبت سے کی، تربیت میں اس بات کو خاص اہمیت دی کہ برے دوستوں اور غلط مجالس سے آپ دور رہے، آپ کی طبیعت خود بھی ایسی واقع ہوئی تھی کہ کبھی بازاری لڑکوں کے ساتھ نہیں کھیلے بچپن سے مزاج دینی تھا، 12 سال کی عمر میں پابندی سے نماز تہجد پڑھنے لگ گئے تھے۔

تعلیم و تربیت:

حضرت مجدد الملت کی ابتدائی تعلیم میرٹھ میں ہوئی فارسی کی ابتدائی کتابیں یہیں پڑھیں اور حافظ حسین مرحوم دہلوی سے کلام پاک حفظ کیا پھر تھانہ بھون آکر حضرت مولانا فتح محمد صاحب سے عربی کی ابتدائی اور فارسی کی اکثر کتابیں پڑھیں ذیقعدہ 1295ھ میں آپ بغرض تحصیل و تکمیل علوم دینیہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور پانچ سال تک یہاں مشغول تعلیم رہ کر 1301ھ میں فراغت حاصل کی اس وقت آپ کی عمر تقریباً 19 سال تھی زمانہ طالب علمی میں حضرت میل جول سے الگ تھلگ رہتے اگر کتابوں سے کچھ فرصت ملتی تو اپنے استاد خاص حضرت مولانا محمد یعقوب قدس سرہ کی خدمت میں جا بیٹھتے۔

حضرت مجدد الملت کو علوم عقلیہ سے خاص مناسبت تھی فطرت نے حاضر جوابی، سلاست لسانی اور ذہانت و فطانت سے پوری طرح آراستہ کیا تھا۔ علوم و فنون میں مہارت کے باوجود تواضع کا حال قابل دید ہے، 1300ھ کا واقعہ ہے آپ کو خبر ملی کہ دستار بندی کا جلسہ بڑے پیمانے پر ہونے والا ہے اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے مقدس ہاتھوں یہ رسم طے پانے والی ہے، اپنے ہم سبقوں کو جمع کر کے حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی "حضرت ہم نے سنا ہے کہ ہم لوگوں کی دستار بندی ہوگی حالانکہ ہم ہرگز اس کے اہل نہیں ہیں یہ تجویز منسوخ فرمائی جائے ورنہ اس میں مدرسہ کی بڑی بدنامی ہوگی، یہ سن کر صاحب بصیرت استاد نے فرمایا تمہارا یہ خیال بالکل غلط ہے یہاں چونکہ تمہارے استاد موجود ہیں اس لیے

ان کے سامنے تمہیں اپنی ہستی کچھ نظر نہیں آتی باہر جاو گے تب تمہیں اپنی قدر معلوم ہوگی جہاں جاو گے بس تم ہی تم ہو گے، دنیا نے دیکھا کہ یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف صحیح نکلی۔

درس و تدریس:

تکمیل تعلیم کے بعد والد ماجد اور اساتذہ کرام کی اجازت سے آپ کانپور تشریف لے گئے اور مدرسہ فیض عام میں پڑھانا شروع کر دیا چودہ سال تک وہاں پر دارالعلوم دیوبند کی عام فضاوں سے حاصل کیے گئے فیض کو عام کرتے رہے، 1315ھ میں کانپور چھوڑ کر آپ آبائی وطن تھانہ بھون تشریف لائے اور یہاں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمہ اللہ کی خانقاہ کو نئے سرے سے آباد کیا اور مدرسہ اشرفیہ کے نام سے ایک درسگاہ کی بنیاد رکھی جہاں آخر دم تک تدریس، تزکیہ نفوس اور اصلاح معاشرہ جیسی خدمات سر انجام دیتے رہے،

اس مراجعت پر حضرت حاجی صاحب نے آپ کو ایک خط بھیجا جس میں لکھا تھا "بہتر ہوا کہ آپ تھانہ بھون تشریف لے گئے امید ہے کہ خلائق کثیر کو آپ سے فائدہ ظاہری و باطنی ہو گا، اور آپ ہمارے مدرسہ و مسجد کو از سر نو آباد کریں گے، میں ہر وقت آپ کے حال میں دعا کرتا ہوں"

سلوک و معرفت:

ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد مجدد الملت کے دل میں تزکیہ باطن کا داعیہ پیدا ہوا، چنانچہ شوال 1201ھ میں جب کہ آپ طالب علمی کی زندگی ختم فرما کر کانپور میں اشاعت علوم میں مصروف تھے سفر حج کی توفیق ہوئی، حضرت والا اپنے والد ماجد کی معیت میں زیارت حرمین شریفین کے لیے روانہ ہوئے مکہ معظمہ پہنچ کر شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت حاجی صاحب مجدد الملت کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور دست بدست بیعت کی نعمت سے سرفراز کیا اور فرمایا تم میرے پاس چھ مہینے رہ جاؤ لیکن

حضرت والد ماجد نے مفارقت کو گوارا نہ کیا، اس پر حاجی صاحب نے فرمایا کہ والد کی اطاعت مقدم ہے اس وقت چلے جاؤ پھر دیکھا جائے گا، 1310ھ میں آپ دوبارہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور چھ ماہ حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں رہے۔

اس دوران حضرت حاجی صاحب نے آپ کو شرف خلافت سے نوازا اور ساتھ یہ فرمایا میاں اشرف، توکل بخدا تھانہ بھون جا کر بیٹھ جانا اگر سخت حالات پیش آئیں تو عجلت مت کرنا، ان وصیتوں اور باطنی دولت کو لے کر آپ 1311ھ میں وطن واپس لوٹ آئے اور حضرت حاجی صاحب کی وصیت کے مطابق تھانہ بھون میں رشد و اصلاح باطنی کام شروع کر دیا، ہندوستان کے طول و عرض سے لوگ پروانہ وار آتے رہے اور علم و عرفان کی نعمت سے سرفراز ہوتے رہے۔

حضرت اپنے مریدین و معتقدین کے تزکیہ نفس اور ذہنی و عملی تربیت کا بطور خاص اہتمام فرماتے تھے، اور یہ انہی کے فیض تربیت کا نتیجہ ہے کہ ان کے خلفاء و مریدین میں ان کے دیگر معاصرین کی نسبت دینی شعور زیادہ اجاگر ہے فکر و نظر کا اعتدال اور توازن ان کے متبعین کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔

علمی آثار:

حضرت مجدد الملت کے علمی فیوض و برکات اس قدر مختلف الانواع ہیں کہ ان سب کا احاطہ ایک مختصر مضمون میں نہیں ہو سکتا وہ قرآن پاک کے مترجم ہیں مجدد ہیں مفسر ہیں اس کے علوم و حکم کے شارح ہیں اس کے شکوک و شبہات کے جوابات دینے والے ہیں وہ محدث ہیں احادیث کے اسرار و نکات کے ظاہر کرنے والے ہیں وہ فقیہ ہیں ہزاروں فقہی مسائل کے جواب لکھے ہیں ان کی تصنیفات ہندوستان کی طول و عرض میں پھیلیں اور ہزاروں مسلمانوں کی اصلاح و فلاح کا باعث بنی، مسلمانوں کی اصلاح میں جو دقیق نظر ان کو بارگاہ الہی سے عنایت ہوئی

تھی اس کا اندازہ ان کی اصلاحی کتب سے بخوبی ہو سکتا ہے ان اصلاحات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ مجالس و مدارس اور خانقاہوں سے شروع ہو کر شادی و غمی کے رسوم اور روزمرہ زندگی کے دیگر عام احوال کو محیط ہیں، آپ کی تقریباً 400 موعظ جو اسلامی احکام، رد بدعات اور مسلمانوں کی مفید تدابیر و تجاویز پر مشتمل ہیں، شائع ہوئے ہیں، موعظ کے علاوہ اس سلسلے کی اہم کڑی آپ کی کتاب حیوة المسلمین ہے جس میں آپ نے قرآن پاک و احادیث نبویہ کی روشنی میں مسلمانوں کی دینی و دنیاوی ترقی کا پرگرام مرتب کیا ہے اس سلسلہ کی دوسری کتابیں اصلاح الرسوم، صفائی معاملات، اصلاح امت، اصلاح انقلاب امت بہشتی زیور، بہشتی گوہر وغیرہ ہیں اور ہر ایک کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کی اخلاقی اجتماعی معاشرتی زندگی خالص اسلامی طریق اور شرعی نہج پر ہو، آپ کی تصنیفات اور ہر شعبہ زندگی میں تحریرات و اصلاحات کو دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے مجدد، جامع شریعت و طریقت اور حکیم الامت تھے، جیسا کہ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں بے شک وہ {حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ} مجدد تھے انہوں نے ایسے وقت میں دین کی خدمت کی جب کہ دین کو بہت احتیاج تھی۔

تصانیف:

علماء اسلام میں ایسے بزرگوں کی کمی نہیں جن کی تصانیف کے اوراق اگر ان کی زندگی کے ایام پر بانٹ دیے جائیں تو اوراق کی تعداد زندگی کے ایام سے زیادہ ہو جائے امام ابن جریر طبری، حافظ خطیب بغدادی امام فخر الدین رازی، حافظ ابن جوزی وغیرہ متعدد نام اس سلسلے میں لیے جاسکتے ہیں ہندوستان میں اس سلسلے کا اخیر نام حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا ہے۔

آپ کی تصانیف اور رسائل کی تعداد 800 تک ہے، ان میں سے چند ایک کے نام پیش خدمت ہیں۔

1. تفسیر بیان القرآن، سلیس بالمجاورہ ترجمہ، تفسیر میں روایات صحیحہ اور اکابر کے اقوال کا التزام کیا گیا ہے۔
2. اعمال قرآنی، قرآن مجید کی بعض آیتوں کے خواص
3. حقیقۃ الطریقۃ، سلوک و تصوف کے مسائل و روایات پر مشتمل ایک بے نظیر کتاب
4. احیاء السنن، فقہی ترتیب پر جمع کیے گئے احادیث کا مجموعہ
5. امداد الفتاویٰ، فقہی مسائل اور مباحث کا ایک نادر مجموعہ
6. الانتبہات المفیدہ، جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے مذہبی اعتراضات کے جوابات
7. اعلیٰ السنن، مذہب حنفی کی موید احادیث، محدثین اور اہل فن کی تحقیقات کا مجموعہ
8. بہشتی زیور، اسلامی معلومات کا مکمل ذخیرہ
9. المصالح العقلیہ، اسلامی احکام و مسائل کے مصالح و حکم کا بیان
10. جمال القرآن، اصطلاحات تجوید پر مشتمل ایک عام فہم رسالہ
11. نشر الطیب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مشتمل جامع مانع کتاب

وفات:

حضرت مجدد الملت مقدس سرہ نے 83 سال 11 ماہ 11 دن اپنے وجود مسعود سے دنیا کو متبرک و منور فرمانے کے بعد 16 رجب المرجب 1362ھ بمطابق 20 جولائی 1943ء ح کی درمیانی شب رحلت فرمائی، انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی نماز جنازہ شیخ الاسلام حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے پڑھائی، تھانہ بھون کے قبرستان میں آپ آرام فرماہیں۔

جہان کرتا ہے رشک تجھ پر

علوم نبوی میں تھا سمندر امام اعظم ابوحنیفہ
 ہے فیض دنیا میں جس کا گھر گھر امام اعظم ابوحنیفہ
 امام اعظم ابوحنیفہ کی عظمتوں کو سلام لکھوں
 وہ اک قلندر ولایت اندر امام اعظم ابوحنیفہ
 فقہانوں میں ہے سب سے آگے، بصیرت اس کی ہے رفعتوں میں
 نہ آپ جیسا کوئی دیکھا رہبر امام اعظم ابوحنیفہ
 وہ اپنے منصب میں عالی منصب، علم کے موتی بکھیرے جس نے
 پلا گئے الفت کے جام بھر بھر امام اعظم ابوحنیفہ
 دلائل کی دنیا کا بادشاہ تھا، ہماری سوچوں سے ماوراء تھا
 علم کا پتلا حیا کا خوگر امام اعظم ابوحنیفہ
 نبی کی امت پہ آیا بن کر، انعام رب کا امام سب کا
 جہان کرتا ہے رشک تجھ پر امام اعظم ابوحنیفہ
 امام مالک، امام شافعی، امام احمد ہیں سارے برحق
 مقام وعظمت میں سب سے بڑھ کر امام اعظم ابوحنیفہ
 نہ تخت قاضی قبول کیا بنایا جیلوں کو اپنا مسکن
 مگر وہ ڈٹ کے رہا ہے حق پر امام اعظم ابوحنیفہ
 کر گیا مسلک کی پاسبانی، نہ جابروں کی بات مانی
 جنازہ زنداں سے نکلا آخر امام اعظم ابوحنیفہ
 سوچیں اب تو یہ اہل غفلت، حشر میں ہوں گے خراب ورنہ
 ہیں کرتے جو بھی تبرا تجھ پر امام اعظم ابوحنیفہ
 (مقصود احمد حنفی)

نماز اہل سنت والجماعت

مولانا محمد الیاس گھمن

فرض نمازوں کی تعداد رکعات:

فجر.....دو رکعات

ظہر.....چار رکعات

عصر.....چار رکعات

مغرب.....تین رکعات

عشاء.....چار رکعات

فرائض کی مندرجہ بالا تعداد رکعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اب تک امت کے تواتر عملی سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں کتب حدیث میں یہ تعداد مفصلاً مذکور ہے۔ اس بارے میں ایک حدیث نقل کی جاتی ہے:

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ جِبْرَائِيلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُمْ فَصَلِّ وَذَلِكَ دُلُوكَ الشَّمْسِ حِينَ مَالَتْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ أَرْبَعًا ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ فَقَالَ قُمْ فَصَلِّ فَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ أَرْبَعًا ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ لَهُ قُمْ فَصَلِّ فَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ فَقَالَ لَهُ قُمْ فَصَلِّ فَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ أَرْبَعًا ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ بَرَقَ الْفَجْرُ فَقَالَ لَهُ قُمْ فَصَلِّ فَقَامَ فَصَلَّى الصُّبْحَ رَكْعَتَيْنِ

(مسند اسحاق بن راہویہ بحوالہ نصب الرایۃ ج 1 ص 223 باب المواقیت، المعجم الکبیر للطبرانی ج 7)

ص 129 رقم 14143 السنن الکبریٰ للبیہقی ج 1 ص 361 باب عدد رکعات الصلوات الخمس)

ترجمہ: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ کھڑے ہوں اور نماز پڑھیں۔ یہ سورج کے ڈھلنے کا وقت تھا، جبکہ سورج ڈھل گیا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ظہر کی چار رکعات پڑھیں پھر ان کے پاس حضرت جبرائیل آئے، جبکہ سایہ ایک مثل کے برابر ہو گیا تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ کھڑے ہوں اور نماز ادا کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی چار رکعات پڑھیں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت آئے جب سورج غروب ہو گیا تھا تو انہوں نے کہا کہ کھڑے ہوں اور نماز پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی تین رکعات پڑھیں حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت آئے جب شفق غائب ہو گئی تھی اور کہا نماز پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی چار رکعات پڑھیں پھر جبرائیل علیہ السلام اس وقت آئے جب صبح طلوع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ نماز ادا کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی دو رکعت پڑھیں

سنن مؤکدہ کی بارہ رکعتیں ہیں

2 رکعات فجر سے پہلے 4 رکعات ظہر سے پہلے اور 2 رکعات ظہر کے بعد

2 رکعات مغرب کے بعد 2 رکعات عشاء کے بعد

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رُكْعَةً يُبَيِّتُ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرُكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ صَلَاةُ الْغَدَاةِ.

(جامع الترمذی ج 1 ص 94 باب ما جاء في من صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعة رواه مسلم مختصر آفي صحيحه ج 1 ص 251 باب فضل السنن الراجعة قبل الفرائض)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دن رات میں بارہ رکعتیں پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا چار ظہر سے پہلے، دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔

فجر کی رکعات: 2 سنت (موکدہ) اور 2 فرض

1: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ -

(صحیح البخاری ج 1 ص 156 باب تعاهد رکعتی الفجر، صحیح مسلم ج 1 ص 251 باب استحباب رکعتی الفجر والحث علیہا الخ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفل کی اتنی زیادہ پابندی نہیں فرماتے تھے جتنی فجر کی دو رکعتوں کی کرتے تھے۔

2: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوهُمَا وَإِنْ طَرَدَتْكُمُ الْحَيَلُ -

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 186 باب فی تخفیفہما رکعتی الفجر، شرح معانی الآثار ج 1 ص 209 باب القرأۃ فی رکعتی الفجر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فجر کی دو رکعتوں کو نہ چھوڑو خواہ تمہیں گھوڑے روند ڈالیں۔

ظہر کی رکعات: 4 سنت (موکدہ) 4 فرض 2 سنت (موکدہ) 2 نفل

1: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَدَاةِ -

(صحیح البخاری ج 1 ص 157 باب الركعتين قبل الظهر)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

2: عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا حَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى النَّارِ۔

(جامع الترمذی ج 1 ص 98 باب آخر من سنن الظهر)

ترجمہ: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار رکعات پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام فرمادیں گے

فائدہ: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی گزشتہ روایت میں دو رکعت سنت مؤکدہ کا ثبوت ملتا ہے اور اس روایت میں ظہر کے بعد چار رکعت کا تذکرہ ہے۔ تو دو رکعت سنت مؤکدہ کے علاوہ یہ دو نفل ہیں۔

عصر کی رکعات: 4 سنت (غیر مؤکدہ) 4 فرض

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللَّهُ أَمْرًا صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا۔

(جامع الترمذی ج 1 ص 98 باب ما جاء في الأربع قبل العصر)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتا ہے۔

مغرب کی رکعات:

3 رکعات فرض 2 سنت (مؤکدہ) 2 نفل

1: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَنْ رَكَعَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ أَرْبَعًا رُكْعَاتٍ كَانَ كَالْمُعَقِّبِ غَزْوَةً بَعْدَ غَزْوَةٍ۔

(مصنف عبد الرزاق ج 2 ص 415 باب الصلاة فيما بين المغرب والعشاء، رقم الحديث 4740)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس نے مغرب کی نماز کے بعد چار رکعت پڑھیں تو وہ ایسا ہے جیسے ایک غزوے کے بعد دو سر اغزوہ کرنے والا۔

2: عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُنَجَرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانُوا إِسْتَجِبُونَ أَزْبَعَ رُكْعَاتِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ.

(مختصر قیام اللیل للمروزی ص 85 باب یصلی بین المغرب والعشاء اربع رکعات)

ترجمہ: حضرت ابو معمر عبداللہ بن سنجرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مغرب کے بعد چار رکعت پڑھنے کو مستحب سمجھتے تھے۔

عشاء کی رکعات: 4 سنت (غیر موکدہ)، 4 فرض، 2 سنت (موکدہ)، 2 نفل، 3 وتر، 2 نفل

1: عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانُوا إِسْتَجِبُونَ أَزْبَعَ رُكْعَاتِ قَبْلَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ.

(مختصر قیام اللیل للمروزی ص 85 یصلی بین المغرب والعشاء اربع رکعات)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عشاء کی نماز سے پہلے چار رکعت پڑھنے کو مستحب سمجھتے تھے۔

2: عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى رَحِمَهُ اللَّهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَأَلَتْ عَنْ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي صَلَوةَ الْعِشَاءِ فِي بَجَاعَةٍ ثُمَّ يَزْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ فَيَزَكُّعُ أَزْبَعَ رُكْعَاتِ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ.

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 197 باب فی صلوة اللیل)

ترجمہ: حضرت زرارہ بن اوفی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درمیانِ رات والی نماز کے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ کر گھر تشریف لاتے تو چار رکعتیں پڑھتے پھر اپنے بستر پر آرام فرماتے۔

3: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ يَفْرُقُ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ بِسَبِّحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمَعُودَتَيْنِ.

(شرح معانی الآثار ج 1 ص 200 باب الوتر، صحیح ابن حبان ص 718، مصنف عبد الرزاق ج 2 ص 404)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر تین رکعت پڑھتے تھے پہلی رکعت میں ”سَبِّحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى“ پڑھتے، دوسری رکعت میں ”قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ“ اور تیسری رکعت میں ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ اور معوذتین پڑھتے تھے۔

4: عَنْ أَبِي سَلَمَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي ثَمَانِ رَكْعَاتٍ ثُمَّ يُؤْتِرُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

(صحیح مسلم ج 1 ص 254 باب صلوة اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل، صحیح البخاری ج 1 ص 155 باب المداومة علی رکعتی الفجر)

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن رحمہ اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ پہلے آٹھ رکعت (تہجد) پڑھتے، پھر وتر پڑھتے، پھر دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے۔

5: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوُتْرِ رَكْعَتَيْنِ.

(جامع الترمذی ج 1 ص 108 باب ما جاء لا وتران فی لیلة سنن ابن ماجہ ج 1 ص 83 باب ما جاء فی الرکعتین بعد الوتر جالساً)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (جاری ہے)

کتاب الاصل المعروف بالمبسوط

مولانا محمد یوسف

متعدد نسخ:

امام محمد رحمہ اللہ کتاب المبسوط کے متعدد نسخے مروی ہیں۔ جن میں سے تین نہایت مشہور و معروف ہیں:

1. نسخہ ابو سلیمان الجوزجانی م بعد 200ھ
2. نسخہ ابو حفص الکبیر البخاری م 218ھ
3. نسخہ محمد بن سماعۃ التیمی م 233ھ

سب سے بہترین نسخہ علامہ موسیٰ بن سلیمان المعروف ابو سلیمان الجوزجانی رحمہ اللہ کا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ”واضح رہے کہ امام محمد رحمہ اللہ سے المبسوط کے متعدد نسخے مروی ہیں، سب سے بہتر نسخہ ابو سلیمان الجوزجانی کا ہے۔“

کتاب الاصل کی شاندار مقبولیت کے پیش نظر افادہ عام کی غرض سے مختلف مکتبوں سے یہ کتاب مختلف اوقات میں شائع کی جاتی رہی ہے۔ مثلاً مکتبہ فیض اللہ سے 6 جلدوں میں، مکتبہ جابر اللہ اور مکتبہ ولی الدین سے 4، 4 جلدوں میں شائع کی گئی ہے۔ یہ تمام نسخے ابو سلیمان الجوزجانی سے مروی ہیں۔

شروحات:

جس طرح سونے کی پہچان سنا کو ہوتی ہے اسی طرح کتاب الاصل کی قدر و منزلت اور اہمیت و مرتبت ہر دور میں اصحاب علم و دانش نے ہی پہچانی ہے۔ زمانہ تالیف سے لے کر

چوتھی صدی ہجری تک مسلسل اس بے نظیر علمی سرمایہ سے اصحاب علم استفادہ کرتے رہے۔ اس دوران اس کی شرح وغیرہ لکھنے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی، یہاں تک کہ چوتھی صدی ہجری کے مشہور فقیہ وکیل احناف ابوالفضل محمد بن محمد المروزی م 334ھ جو "الحاکم الشہید" کے لقب سے مشہور ہیں، کے دل میں کتب ظاہر الروایہ میں موجود ان طویل ترین فقہی مباحث اور مفصل شرعی مسائل کو طلباء اور اہل علم کی سہولت کے پیش نظر اختصار کے ساتھ جمع کرنے کا داعیہ پیدا ہوا۔

چنانچہ انہوں نے کتاب المبسوط میں سے روزمرہ پیش آمدہ ضروری واہم مسائل کو یکجا کیا اور اس کا نام "المختصر الکافی" تجویز فرمایا۔ پھر بعد میں آنے والے ائمہ کرام اور فقہاء عظام نے اپنے اپنے دور میں اسی "المختصر الکافی" (جو کہ کتاب المبسوط کا اختصار ہے) کی جامع ترین مفصل و مدلل شروحات تحریر کیں۔ جن میں سے چند معروف شروحات کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

- شرح ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن محمد الہندی البلیغی م 362ھ
- مبسوط الحلوانی از شمس الائمہ عبد العزیز بن احمد البخاری الحلوانی رحمہ اللہ م 448ھ
- مبسوط البزودوی، از فخر الاسلام علی بن محمد البزودوی الخفی رحمہ اللہ م 482ھ
- المبسوط بخواہر زادہ (یہ مبسوط بکری نے نام سے معروف ہے) از شیخ الاسلام ابو بکر محمد بن الحسین البخاری الخفی المعروف بخواہر زادہ رحمہ اللہ م 483ھ
- شمس الائمہ ابو بکر محمد بن احمد ابی سہل السرخسی رحمہ اللہ م 490ھ یہ نہایت بہترین جاندار اور نفع بخش شرح ہے۔ یہ کل 30 جلدوں میں ہے جن میں سے 12 جلدیں آپ نے اوز جند کے قید خانے میں رہتے ہوئے املاء کروائیں اور بقیہ جلدیں رہائی کے بعد
- شرح از الصدر الشہید عمر بن عبد العزیز ابن عمر بن مازہ البخاری رحمہ اللہ م 536ھ

دنیا میں آنے کا مقصد

ضبط و ترتیب: مفتی شبیر احمد حنفي

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ میں ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات بعد نماز مغرب مجلس ذکر ہوتی ہے۔ پیر طریقت، متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت فیوضہم وعظ فرماتے ہیں، جس میں حضرت الشیخ زید مجدہ کے مریدین و متعلقین کثیر تعداد میں شرکت کرتے ہیں۔ یکم مارچ 2012ء کو کیے گئے وعظ کا خلاصہ افادہ عام کی غرض سے پیش کیا جا رہا ہے

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده اما بعد! فاعوذ
بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ
(البلد: 4)

اللہ رب العزت نے دنیا میں ہمیں کھانے لیے نہیں بھیجا بلکہ کمانے کے لیے بھیجا ہے۔ دنیا کمانے کی جگہ ہے اور جنت کھانے کی جگہ ہے۔ دنیا مشقت کی جگہ ہے اور آخرت آرام کی جگہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی وہ شخصیت ہیں جن کے صدقہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو وجود دیا ہے۔ غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خندق کھود رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان سے یہ جملہ ارشاد فرما رہے تھے: اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ... فَأَعْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ
(صحیح البخاری رقم الحدیث 6414)

اے اللہ! میرے انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما، اور ساتھ یہ تسلی بھی دے رہے تھے کہ عیش کی زندگی تو آخرت کی ہے نہ کہ دنیا کی۔ جب یہ بات آدمی کے ذہن میں بیٹھ

جائے تو آدمی کے لیے شریعت پر عمل آسان ہو جاتا ہے۔ دیکھیں ایک کالج کا لڑکا ہے جو کہ بالکل نہیں پڑھتا، مگر بعض اوقات وہ رات دو دو بجے تک جاگ کر پڑھتا ہے۔ کہتا ہے کہ کل میرا امتحان ہے۔ اسے پتہ ہے اب محنت کروں گا تو پاس ہوں گا۔ پاس ہوں گا تو نوکری ملے گی۔ تو اس کو نوکری کا علم ہے اس لیے رات کو جاگتا ہے۔ ہمیں رات کے جاگنے پر کیا ملے گا؟ اس کا علم نہیں ہے۔ دنیا کے لوگوں کو علم ہے کہ محنت کریں گے تو کچھ حاصل ہو گا مگر ہم کو علم نہیں کہ ہم محنت کریں گے تو ہماری آخرت بنے گی۔ مجھے آج ایک ساتھی مذاق میں کہنے لگا کہ حضرت آج بڑی سپیڈ لگی ہوئی ہے۔ میں نے کہا جب وقت تھوڑا ہو اور کام زیادہ ہو تو سپیڈ تو لگتی ہی ہے۔ ہماری زندگی بہت تھوڑی ہے اور ایک بار ملی ہے بار بار نہیں ملتی۔ تو اس میں جتنی محنت ہو سکتی ہے کریں، کیونکہ ہمارا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کے ساتھ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایک علاقے کے لیے نہیں بلکہ پوری دنیا کے لیے تشریف لائے ہیں۔

اب ہم پوری دنیا میں شاید نہ جاسکیں لیکن پوری دنیا سامنے تو رکھنی چاہیے، کیونکہ جتنا ہمارا جذبہ ہو گا اور محنت ہو گی اسی کی نسبت اللہ تبارک و تعالیٰ کی مدد اترے گی۔ تو میں گزارش کر رہا ہوں کہ ہم دنیا میں کام کے لیے آئے ہیں۔ کام ہی ہمارا مزاج بن جائے۔ آپ کسی طالب علم سے پوچھتے ہیں کلاس میں کیوں نہیں آئے؟ وہ کہتا ہے مجھے نزلہ ہے، کوئی کہتا ہے میرے سر میں درد ہے اور اگر مز دور کو نزلہ یا سر کا درد ہو تو وہ کام پر آتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میں جاؤں گا، کام کروں گا تو کچھ ملے گا۔ تو وہ کام کرتا ہے اور ہم کام میں سستی کرتے ہیں۔ یاد رکھیں یہ کام دنیا میں چل جاتا ہے مگر آخرت میں یہ معاملہ نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى

(النجم: 39)

جو کیا ہو گا وہی ملنا ہے، وہی آگے جا کر وصول ہو گا۔

میں یہ گزارش اس لیے کرتا ہوں کہ آج ہم نے سمجھ رکھا ہے کہ گناہوں سے بچنا بہت مشکل ہے۔ حالانکہ گناہ سے بچنا بہت آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ مشکل احکام بندے کو دیتے ہی نہیں، اللہ وہی حکم دیتے ہیں جو بندے کے بس میں ہو۔

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا

(البقرة: 286)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر آدمی زنا کرنے لیے عورت پر بیٹھ چکا ہو تو اس وقت بھی حکم ہے کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ اگر کسی بندے کے بس میں نہ ہوتا تو اللہ حکم ہی نہ دیتے۔ معلوم ہوا کہ ایسی حالت میں بھی بچنا بندہ کے اختیار میں ہے۔ جب اللہ دل میں آجاتا ہے تو بندہ گناہ سے بچنے کے راستے تلاش کرتا ہے۔ انسان کو شش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے بچا ہی دیتے ہیں۔ آپ محنت کر کے تو دیکھیں، اللہ یوں نوازتا ہے کہ بندہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ آپ گناہوں سے بچنے کا ارادہ کریں خدا کی قسم اللہ گناہوں بچنے کے اسباب دے گا۔ اللہ رب العزت بہت کریم ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ بندہ کو محروم نہیں کرتے بس کبھی ہماری محنت صحیح نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ

(البلد: 4)

ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا۔ کبھی لوگ کہتے ہیں کہ مدرسہ ہے اسباب نہیں، میں نوکری کرتا ہوں گزارہ نہیں چلتا۔ تو میں کہتا ہوں کیوں نہیں چلتا؟ آپ تھوڑا اخراجات کنٹرول تو کریں۔ دنیا تو ممانے کی جگہ ہے کھانے کی جگہ تھوڑا ہی ہے۔ حرام کھانے کو چھوڑیں اور حلال کی چٹنی کھائیں، حرام کے مرغ چھوڑیں حلال کی دال کھائیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو روزہ رکھیں، مگر طے کریں کہ میں نے گناہ نہیں کرنا۔ کچھ عرصہ لگے گا اللہ تعالیٰ پھر وسعت کے

ساتھ دروازے کھول دیں گے۔ بندہ ہمت کرے تو اللہ اسے اسباب عطاء فرماتے ہیں کہ بندہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ

(البطل:4)

ہم نے بندے کو مشقت میں پیدا کیا۔ ہم چاہتے ہیں کام کریں تکلیف نہ ہو، مصیبت نہ آئے اور مال ہی مال ہو۔ ہماری یہ خواہش ہوتی ہے کہ محنت نہ کریں لیکن پیسہ ہی پیسہ ہو۔ فرمایا نہیں خدا نے مشقت میں پیدا کیا ہے، تکلیفیں تو آنی ہیں۔ ہاں کبھی اگر راحت مل جائے تو اس پر تو بندہ کو غور کرنا چاہیے لیکن مشقت ملے تو یہ مزاج دنیا ہے اس میں کیا تعجب کرنے کی ضرورت ہے، مشقت میں آدمی کو پریشان نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگنی چاہیے۔

میں ایک مثال دیتا ہوں کہ ایک مزدور روزانہ 8 گھنٹے کام کرے، مشقت کرے، اینٹیں اٹھائے تو بتائیں اسے پسینہ آنا چاہیے کہ نہیں؟ [سامعین: آنا چاہیے] تو جو مزدور کہے میں نے 8 گھنٹے مزدوری کی ہے اور مجھے پسینہ نہیں آیا، تو مولانا کہیں گے: نیں پتر تو کسی حکیم نوں چیک کرا [نہیں بیٹے آپ کسی حکیم کو چیک کرائیں] پسینہ نہ آئے یہ عیب ہے، خوبی نہیں ہے۔ یہ باتیں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ایک مولانا جو بہت جسم تھے فرمانے لگے: اللہ کا شکر ہے 10 سال سے کوئی بیماری نہیں آئی۔ میں نے کہا آپ کسی خانقاہ سے رابطہ کریں۔ کہیں آپ گناہ میں ملوث تو نہیں ہیں، کہ اللہ نے ڈھیل دے رکھی ہے۔ جب آدمی بیمار ہی نہ ہو تو جری ہو کر گناہ کرتا ہے اور تھوڑی سی بیماری آجائے تو سارے پچھلے گناہ یاد آجاتے ہیں اور ایک ایک کو یاد کر کے معافی مانگتا ہے اور جب آدمی کسی نیکی کا واسطہ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسانی فرماتے ہیں۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

(جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے آسانی فرما دیتے ہیں) دنیا میں مشقت

ہو یہ عیب نہیں، دنیا مشقت نہ ہو یہ عیب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَلَا أَمْثَلُ

(مسند البزار ج 3 ص 349 رقم الحديث 1150)

فرمایا کہ دنیا میں سب سے زیادہ تکالیف انبیاء پر آتی ہیں پھر جو ان کے قریب ہیں ان پر۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری حسرت ہوتی تھی کہ جب مروں تو مرتے وقت تکلیف نہ ہو لیکن جب میں نبی علیہ السلام کی تکلیف دیکھی ہے تو یہ تمنا چھوڑ دی ہے۔ حضور علیہ السلام کی تکلیف کیسی تھی؟ روایات میں آتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف بڑھی تو دو آدمیوں کے کندھوں کے سہارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تشریف لاتے تھے، اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ اٹھا کر دیکھتے کہ جو جماعت میں نے تیار کی ہے وہ نماز پڑھ رہی ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کردہ جماعت نماز پڑھتی ہوگی تو آپ علیہ السلام کا دل کتنا ٹھنڈا ہوتا ہوگا کہ جو فوج میں نے تیار کی ہے اس کا زلزلہ اللہ مجھے دنیا میں اپنی آنکھوں سے دکھارہا ہے۔

اس پر میں ایک بات سناتا ہوں۔ مجھے ایک ساتھی کہنے لگا کہ یہ جو ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر ہم یہاں سے صلوٰۃ و سلام پڑھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فرشتے پہنچا دیتے ہیں اور جب روضہ مبارک کے پاس پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ کہنے لگا کہ میرا ایک سوال ہے کہ حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ میں مذاکرات کرنے کے لیے گئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام حدیبیہ میں تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مشرکین نے وہاں گرفتار کر لیا، اور مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو کہا بیعت کرو، ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ خون سے لیں گے۔ تو جب نبی کا خون گرتا ہے تو انتقام خدا لیتا ہے جب صحابی کا خون گرتا ہے انتقام نبی لیتا ہے، کیونکہ نبی نمائندہ خدا کا ہے اور صحابی نمائندہ مصطفیٰ کا ہے۔ تو وہ ساتھی کہنے لگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید تو نہیں ہوئے تھے، نماز بھی پڑھتے ہوں

گے؟ میں نے کہا: ہاں۔ کہنے لگے درود بھی پڑھتے ہوں گے؟ میں نے کہا: ہاں۔ کیا نبی علیہ السلام پر بھی وہ درود پیش ہوتا تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ جب نبی علیہ السلام اس دنیا میں زندہ تھے صلاۃ و سلام اور امت کے اعمال کے پیش ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس لیے کہ اگر میں مدرسہ میں موجود ہوں تو میں دیکھ رہا ہوں کہ طالب علم پڑھ رہے ہیں، کام کر رہے ہیں، اب یہاں پر مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر میں بیرون ملک چلا جاؤں تو میں پوچھوں گا کتنے طلبہ ہیں؟ کیسا پڑھتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ تو جب نبی علیہ السلام اس دنیا میں تھے تو امت کے اعمال کا مشاہدہ کر رہے تھے، عرض اعمال کی ضرورت نہ تھی اور جب نبی علیہ السلام دنیا چھوڑ گئے تو اب عرض اعمال کی ضرورت ہے۔

تو میں بات کہہ رہا تھا لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ کہ دنیا میں مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ انسان گناہ نہ کرے اس کے لیے بھی مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ بعض ساتھی کہتے ہیں دعا کریں کہ گناہ کو دل ہی نہ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ دعائے کرو، یہ دعا کرو گے تو پھر کمال کون سا ہے؟؟ جون کا مہینہ ہو روزہ رکھو پیاس نہ لگے یہ کمال کون سا ہے؟ کمال تو یہ ہے کہ مہینہ گرمی کا ہے، پیاس شدت سے لگتی ہے، ٹھنڈے پانی سے غسل کرتے ہیں، پانی منہ کے اندر نہیں جانے دیتے کیونکہ اللہ دیکھ رہا ہے یہ کمال ہے، اور جب پیاس ہی نہ لگے تو یہ کون سا کمال ہے؟ گناہ کو دل کرے پھر بھی انسان گناہ نہ کرے یہ کمال ہے، دل ہی نہ کرے پھر گناہ نہ ہو یہ کون سا کمال ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ (النور: 30) مؤمنین سے کہو کہ اپنی نظریں جھکائے رکھیں۔ جب نظریں جھکائیں اور گناہ نہ کریں تو مشقت تو ہوگی۔ جس کے مزاج میں غلاظت ہو وہ گناہ کے مواقع تلاش کرتا ہے اور جس کے مزاج میں غلاظت نہ ہو وہ گناہ نہیں کرتا۔ بس آج سے یہ طے کر لو کہ لاکھ نقصان ہو گناہ نہیں کرنا چاہیے اس کے لیے کتنی ہی مشقت اٹھانی پڑے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔ وَاخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

آداب معاشرت

مولانا محمد ابو بکر اوکاڑوی

صبح و شام کی دعا

عن ابان بن عثمان قال سمعت عثمان بن عفان يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ: بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، إِلَّا لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ

(رواہ ابو داود و الترمذی، ریاض الصالحین)

ترجمہ:

ابان بن عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے عثمان بن عفان سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص روزانہ صبح اور شام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھے، اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ [دعا کا ترجمہ یہ ہے] ”اس اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور وہ سننے والا علم رکھنے والا ہے۔“

تشریح:

اسلام چونکہ مکمل ضابطہ حیات ہے اس لیے ایمانی حفاظت کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ جسمانی حفاظت کی بھی رہنمائی فرمائی ہے۔ اسی لیے ذخیرہ احادیث میں بہت سی ایسی دعائیں منقول ہیں جن کو پڑھنے سے انسان تمام شرور اور مصائب سے محفوظ رہتا ہے، انہی میں سے ایک دعا مبارکہ اوپر بیان ہوئی ہے اس کو تین مرتبہ صبح اور تین مرتبہ شام پڑھا جائے تو انسان تمام قسم کے شرور و نقصانات سے محفوظ رہے گا۔

اخبار المرکز

مولانا بشیر احمد قاسمی

■ 22 فروری 2012ء کو متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کی زیر صدارت سالانہ اجتماع کے حوالے سے اجلاس ہوا جس میں مقامی علماء نے شرکت کی اور مختلف امور کا جائزہ لیا گیا۔

■ یکم مارچ بروز جمعرات 2012ء کو مرکز اہلسنت والجماعت میں اتحاد اہلسنت والجماعت کا سالانہ اجتماع ہوا۔ جس میں جماعت کی شوریٰ اور مرکز کے سابقہ متخصّصین اور علماء کرام اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ خصوصی خطاب مولانا متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کا ہوا۔

■ جماعت کا آئندہ لائحہ عمل مولانا عبد اللہ عابد حفظہ اللہ نے پیش کیا۔ آخری خطاب اور دعائیہ کلمات شیخ التفسیر مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ نے فرمائے۔

■ یکم مارچ 2012ء بعد نماز مغرب متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے اپنے مریدین و سالکین کو ماہانہ اصلاحی بیان فرمایا اور آخر میں مجلس ذکر اور بیعت کا سلسلہ ہوا۔ بعد نماز عشاء سابقہ متخصّصین کا اجلاس ہوا۔ اُن کی مختصر کارگزاری سنی گئی اور اُن کو آئندہ کے لیے مشورے دیئے گئے۔

■ 4 مارچ بروز اتوار 2012ء کو مرکز اصلاح النساء کا افتتاح ہوا۔ جس میں مقامی خواتین نے شرکت کی۔ خصوصی خطاب متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے کیا۔

عالمی تربیتی و اصلاحی

اجتماع

جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے تھا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

رو کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے

زیر سرپرستی: شیخ العرب العجمی عارف ربانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب زید مجاہد

منتظم اعلیٰ: مولانا حکیم محمد منظر صاحب اہل بیت

نور نبوت کی شمع روشن رکھنے کے لئے

حکیم الامت مجدد ملت حضرت اقدس مولانا شاہ اشرف علی تھانوی صاحب نور اللہ مرقدہ اور ان
کے خلفائے کرام کی علمی، تدریسی، تصنیفی، تربیتی و اصلاحی تعلیمات کو اجاگر کرنے کے لئے

عظیم الشان اجتماع

۲۹ مارچ ۲۰۱۲ء مطابق ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ

بروز جمعرات تا اتوار

رابطہ:

شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید صاحب 03332175725 | مولانا مفتی محمد نعیم صاحب 03332375446
مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب 03222031853 | مولانا مفتی غلام محمد صاحب 03323028791
مولانا سید محمد یوسف صاحب 03333575585

مقام: جامعہ اشرف المدارس کراچی، گلستان جوہر بلاک-12، کراچی (پاکستان)

9 بجے تا 4 بجے رابطہ: 8233744 (0300, 0332, 0312)

Email: jamia1974@gmail.com

نوٹ: براہ کرم موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔ شکریہ!

شرکا، جلسہ کے لئے کینٹین سے مناسب قیمت پر کھانے کا انتظام ہے۔